بانی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ

رئیس التحریر
شیخ الحدیث مفکر اسلام
مولانا مفتی محمود

خدام الدین

ہفت روزہ
لاہور
پاکستان

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

۱۹
۵۱

ما کان
محمد
ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین

۵۰
پیسے

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ
۲۵ مئی ۱۹۷۳ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

جلد — ۱۹
شمارہ — ۵۱

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ؟" قُلْنَا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ (صلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ: "اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ" وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ"، فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ضرور بتلایئے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ رب العزت کے ساتھ شرک کرنا۔ اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ دفعتاً اٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ جھوٹی شہادت (یا جھوٹی بات) آپ برابر یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جاتے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ بَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ بِمِلَّۃٍ غَیْرِ الْاِسْلَامِ کَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَھُوَ کَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَیْسَ عَلٰی رَجُلٍ نَذْرٌ فِیْمَا لَا یَمْلِکُہٗ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِہٖ" (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوزید بن ثابت بن ضحاک الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں (اور یہ اصحاب بیعت رضوان میں سے ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اسلام کے علاوہ اور کسی ملت کے متعلق جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی (یہ کہے کہ اگر ایسا کرے تو یہودی ہے یا نصرانی ہے) تو وہ شخص ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا اور جس شخص نے اپنے نفس کو کسی چیز سے قتل کیا تو قیامت کے روز اس کو اسی چیز سے عذاب دیا جائیگا اور آدمی کی اس چیز میں جس کا وہ مالک نہیں ہے نذر نہیں ہے اور مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَکُوْنَ لَعَّانًا" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کسی موقعہ پر) ارشاد فرمایا کہ صدیق (مومن) کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا یَکُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (رواہ مسلم)

ترجمہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ تو شہادت دینے والے ہوں گے اور نہ ہی شفاعت کرنے والے (مسلم)

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِیِّ" رواہ الترمذی وقال: حدیث حسن۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن (کامل) نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا ہوتا ہے اور نہ فحش گو اور زبان دراز ہوتا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَیْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَۃُ اِلَی السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَھَا ثُمَّ تَھْبِطُ اِلَی الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُھَا دُوْنَھَا ثُمَّ تَاْخُذُ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَی الَّذِیْ لُعِنَ، فَاِنْ کَانَ اَھْلًا لِذٰلِکَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰی قَائِلِھَا" (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے تو آسمان کے دروازے اس لعنت پر بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ لعنت زمین کی طرف اترتی ہے تو زمین کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں اور بائیں جانب متوجہ ہوتی ہے سو اگر اس جانب میں بھی کوئی سراغ نہیں ملتا تو اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے جس شخص پر لعنت کی گئی، تو اگر وہ شئی لعنت کی اہل ہوتی ہے تو اس سے وابستہ ہو جاتی ہے (ورنہ) کہنے والے پر لوٹ آتی ہے

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ وَلَا بِغَضَبِہٖ وَلَا بِالنَّارِ" رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں اللہ رب العزت کی لعنت اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب اور دوزخ کی آگ کے ساتھ لعنت نہ کرو۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَاءَ جِبْرِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا تَعُدُّوْنَ اَھْلَ بَدْرٍ فِیْکُمْ؟ قَالَ: مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ اَوْ کَلِمَۃً نَحْوَھَا قَالَ وَکَذٰلِکَ مَنْ شَھِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ" (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اصحاب بدر کا تمہارے اندر کیا مقام ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمام مسلمانوں میں افضل ہیں یا اس کے ہم معنی کوئی کلمہ فرمایا۔ حضرت جبرئیل بولے کہ اسی طرح ان فرشتوں کا بھی (فرشتوں میں) مرتبہ ہے جو بدر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور پاکستان

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
۱۷ مئی ۱۹۷۴ء

جلد ۱۹ شمارہ ۵۱

مندرجات

احادیث الرسولؐ
اداریہ
بارگاہ ایزدی میں (نظم)
خطبہ جمعہ
مقام صحابہؓ
مجلس ذکر
نماز جس کیلئے ہمارے پاس وقت نہیں
اسلام اور سیاست
سائنس کی تدوین و ترقی میں مسلمانوں کا حصہ
بچوں کا صفحہ۔ ایمان افروز واقعات
مطبوعات جدیدہ
"آخری قیدی ہوں میرے بعد خالی ہے قفس"

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۲۴/- روپے
ششماہی ——— ۱۲/- روپے
سہ ماہی ——— ۶/- روپے
فی شمارہ ——— ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر
●
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبیداللہ انور

عبدالرشید انصاری

نیا منشور

ایک جمہوری ملک میں اصولاً ہر سیاسی جماعت حق رکھتی ہے کہ وہ عوام الناس کی حمایت حاصل کرنے کے لئے اپنی سوجھ اور بساط کے مطابق ہر ممکن طریق سے جدوجہد کرے۔ جہاں تک کسی پارٹی کے منشور اور اغراض و مقاصد کا تعلق ہے اس کا تعین ملکی و قومی مفادات کے لحاظ ہی سے ہونا چاہئیے۔ عوام کو وقتی طور پہ خوش کرنے اور انہیں "جھانسہ" دے کر محض اقتدار پہ قبضہ جمانے کے لئے نت نئے منشور تصنیف کرنا کوئی کارنامہ نہیں ——— ہمارے ملک کی موجودہ برسراقتدار جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے گذشتہ دنوں گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں اپنی پارٹی کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ :۔

> ہم ہر سیاسی جماعت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں چاہے سب جماعتیں متحد ہوں یا الگ الگ ہوں۔ وزیر اعظم نے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ متحد ہوں اور دوسری جماعتوں کا جواب دینے کے لئے میدان میں نکلیں۔ انتخابات کے موقع پہ پیپلز پارٹی قوم کو ایک نیا منشور دے گی۔ ———

وزیر اعظم بھٹو نے اعتراف کیا کہ پیپلز پارٹی دھڑے بندیوں کا شکار ہو گئی ہے۔ امروز لاہور ۳ مئی۔

ہم نے بہت انتظار کیا کہ بھٹو صاحب کا نیا بیان آجائے کہ پیپلز پارٹی عوام کی پارٹی ہے اس کا منشور عوام کا منشور ہے، ہم نے پوری کوشش کے ساتھ عوام کے منشور پہ عمل کیا ہے اور آئندہ بھی ہمیں عوام کے اس منشور پہ عمل کرنے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ لیکن ایسا کوئی بیان یا تقریر اخبارات کو مزیّن نہ کر سکی ———

اس لئے اب ہم اپنے محترم وزیر اعظم کی ۲ مئی کی تقریر پہ اظہار خیال کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم بھٹو بڑے مضبوط دل و دماغ کے آدمی سہی لیکن کہاں تک آخر وہ انسان ہیں حادثات کے صدمے سہتے سہتے کبھی نہ کبھی اکتا جانا اور اپنی بے بسی کا دبے الفاظ میں اظہار بھی کر دینا کوئی بڑی بات نہیں، برسراقتدار آنے کے بعد جناب بھٹو کو بیشمار ساتھیوں نے داغ مفارقت دیا۔ معراج محمد خاں۔ طارق عزیز۔ مختار رانا اور میر رسول بخش تالپور سے راؤ خورشید علی خاں اور خان عبدالخالق تک کتنے دوست تھے جنہوں نے پیپلز پارٹی کو طلبا، وکلاء، مزدوروں اور کسانوں کی پارٹی بنانے کے لئے ہراول دستے میں کام کیا۔ لیکن ان لوگوں کی غلطی یہ تھی کہ وہ اپنے قائد کو بھی فی الحقیقت عوام کا قائد بنانا چاہتے تھے۔ یہ لوگ تقاضائے "وقت" کو پہچانتے ہوئے بھی "بھٹو کے ہو جانے" کے بجائے عوام کے دکھ درد میں عوام سے کئے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے سنجیدہ رہے، ان میں سے کسی نے بھی جناب کوثر نیازی، خورشید حسن میر اور حنیف رامے کی طرح اپنے قائد کا ساتھ نہ دیا اور نہ کوئی ان میں خان قیوم جیسا "محب وطن" بن سکا کہ سالمیت وطن کی خاطر کم از کم وزارت داخلہ نہ سہی بے محکمہ ہی وفا داریاں ادا کرنے کا بار گراں اٹھا لیتا، یا وزیر اعظم کا مشیر اعلیٰ بن جاتا۔ اوروں کی بات چھوڑیئے، اب بھٹو کا سپاہی اور ان کی جان کی حفاظت کرنے والا (بقول انکے) غلام مصطفےٰ کھر اور حنیف رامے جیسے پڑھے لکھے دوست باہم دست و گریباں ہیں اور مہلک وار کرنے یا تلواریں نیام سے نکال لینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ان حالات میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو یہ سوچنے پہ مجبور ہیں کہ آئندہ اپنی پارٹی کو جو اب اپنے بنانے والوں کی بھی نہیں رہی، دوبارہ عوام کی پارٹی کیسے بنایا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے پشاور میں درحقیقت اپنی اس جدوجہد کے آغاز کا اعلان کر دیا ہے ——— انہوں نے کہا ہے کہ :۔

۱۴ مئی ۱۹۷۴ء بروز جمعرات کو [illegible]

انتخابات کے موقعہ پر پیپلز پارٹی قوم کو نیا منشور دے گی۔ یہ اعلان اس ناقابل تردید حقیقت کا اعتراف ہے کہ پیپلز پارٹی کے سابقہ منشور میں آئندہ حالات کا چیلنج قبول کرنے کی سکت نہیں ہے اس منشور پر عمل کرنے میں پیپلز پارٹی ناکام رہی ہے۔ اگر منشور یہی رہے تو اس عوامی فریاد کو سننے کی عوامی قائدین کیونکر تاب لائیں گے کہ :-

حضور والا! اپنا روٹی کپڑا اور مکان واپس لے لو، ہماری وہی لا مکانی اور بھوک ہمیں لوٹا دو جس میں عزت ہے، شرافت ہے، خود یقینی اور خدائے ذوالمنن کی ربوبیت و رزاقی پر ایمان اور بھروسہ ہے۔ اگر عوام نے پوچھا کہ جناب والا اسلام کو بطور مذہب کس شعبۂ زندگی میں رائج کیا گیا تو وزیر اسلامیات اطلاعات وفلمیات ملک میں ثقافتی تقریبات کی پانچ سالہ روئداد' ادب کے نام پر ذہنی آوارگی کے فروغ، ٹیلیویژن پر عوام کو فلمیں دکھانے کے وسائل مہیا کرنے، ریڈیو پر صبح سے نصف شب تک نئی نسل کے ذہنی غسل کا اہم قومی وملی فریضہ انجام دینے کی خدمات کا ثبوت پیش کرکے اپنے پیارے عوام کا منہ کیسے بند کریں گے ——؟

اگر کسی نے بھٹو صاحب کو بتایا کہ 'پانچ سال میں جمہوریت ہماری سیاست ہے" کا مطلب ہمیں سمجھ نہیں آسکا، تو بھٹو صاحب بلوچستان کی جمہوری حکومت برطرف کرنے، متحدہ پاکستان میں شیخ مجیب کی جمہوری اکثریت توڑنے کے لئے یحییٰ خانی ٹولے کی پیٹھ ٹھونکنے۔ مفتی محمود کی حکومت ناکام بنانے کے لئے وفاقی وزیروں کو کھلی چھٹی دینے، سرحد و بلوچستان میں مصنوعی اور جبری اکثریت وضع کرنے، پنجاب اور سندھ میں جمہوری تحریک کے رہنماؤں اور کارکنوں پر شرمناک مظالم توڑنے، کراچی کے مزدوروں کا سڑکوں پر خون بہنے، بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر مولانا شمس الدین شہیدؒ کے قتل کو بہر طور غیر سیاسی کہنے' جیسے "کارنامے" کیوں کر بیان کریں گے؟

اگر احمد سعید لدھیانوی نے شیخ رشید' یا ڈاکٹر مبشر سے سوال کیا کہ سوشلزم ہماری معیشت کیسے بنا؟ تو میاں رفیق سہگل کو پی آئی اے کا مینجنگ ڈائریکٹر بنانے، نواب رئیسانی کو مرکز میں وزیر رکھنے' کچی آبادیوں کو خوبصورت کالونیوں میں بدلنے کے وعدے کرنے' اشیائے صرف کی قیمتوں میں چار گنا تک اضافہ ہونے کے علاوہ مزید کیا ثبوت پیش کرسکیں گے ——؟

اس لئے جناب بھٹو نے ٹھیک کہا ہے کہ ہم منشور ہی بدل دیں گے، نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری۔ نئے سفر میں پرانے چراغ گل کر دیئے جائیں گے۔ نئے نعرے ہوں گے —— نئی باتیں ہوں گی۔ اور پھر نیا پاکستان بنے گا ——؟

بارگاہِ ایزدی میں

اے مرے مولا، مرے داتا، مرے پروردگار
اپنے اک بندے کی سن لے درد میں ڈوبی پکار
چار سو ویرانیاں ہیں تلخیاں اور آندھیاں
کوئی بھی میرا نہیں ہے اس جہاں میں غمگسار
ہر طرف مایوسیوں نے گھیر رکھا ہے مجھے
اور دامن ہو گیا ہے آج ان سے تار تار
قلب میرا رنج و غم سے ہو گیا ہے چُور چُور
کس کو اپنے غم سناؤں ایک کیا، ہیں بےشمار
زندگی کے روز و شب کٹتے ہیں میرے اس طرح
دن کو ملتا ہے سکوں نہ شب کو ملتا ہے قرار
اک نظر جب دیکھتا ہوں میں گناہوں کی طرف
آنکھیں ہو جاتی ہیں پرنم، قلب مضطر شرمسار
ناتواں کاندھوں میں میرے اب کوئی طاقت نہیں
تھک گیا ہُوں یا الٰہی جھیل کر صدمے ہزار
ناؤ ہے منجدھار میں ساحل سے کوسوں دُور ہوں
یا خدا اپنے کرم سے کر دے میری ناؤ پار
تیری رحمت سے فقط مایوس تو شیطان ہے
میں نہیں مایوس تیری رحمتوں سے کردگار
ہے ترا فرمان یہ اپنے کلامِ پاک میں
دس دفعہ اس کو پکاروں' جو پکارے ایک بار
صدقۂ شاہِ رسلؐ، فخرِ اممؐ مقبول ہو
بارگاہِ ایزدی میں ایک عاصی کی پکار
پھیر دے اے کاتبِ تقدیر اب تو دن بُرے
دور کر رنج و الم ساغر کے دل کو دے قرار

—— ● محمد حنیف خان ساغر بی اے کالا باغ

خطبہ جمعہ

۳ مئی ۱۹۷۴ء

مرتب
عبدالرشید انصاری

اسلام پوری دنیا کے لئے نجات کا واحد راستہ ہے

علماء ربانی نے ظلم وجبروت کے خلاف ہر دور میں کلمۂ حق کہا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ:- اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۸ (سورۃ السبا)

اور ہم نے جو آپ کو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کی خوشی اور ڈر سنانے کے لیے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حضور سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ اس حیثیت سے ہوئی کہ رب السموات والارض نے آپ کو دنیا بھر کا ہادی اور رہبر ہونے کا منصب جلیل عطا فرمایا۔ رب العالمین کی الوہیت و وحدانیت پر ایمان رکھنے والوں کو اعمال صالحہ کی ترغیب دینا، ان کی علمی رہنمائی کرنا اور اس "حسن عمل" پر انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا، خوشنودی اور فلاح و نجات کی خوشخبری سنانا، نیز نافرمانوں اور دین الٰہی سے روگردانی و بغاوت کرنے والوں کو عذاب جہنم سے خبردار کرنا کہ اعمال بد کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوگا۔ بدی کی پاداش میں بدی کا ہی سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ سب کام بعثت پیغمبری کے مقاصد میں شامل ہیں۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں زندگی گذارنے کے لیے آداب، اخلاق، معاملات، معیشت و معاشرت غرضیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے جو رہنما اصول و ضوابط اور طریق و قوانین پیش کیے آج تک دنیا بھر میں جو نظام وضع کیے گئے یا ترتیب دیے جا رہے ہیں یہ سب انہی سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہیں لیکن غیر مسلم اقوام چونکہ بنیادی طور پر اسلام کی مخالف ہیں اس لیے انھوں نے اسلامی اصول و قوانین کو باصلہ مان لینا اپنی توہین سمجھا اور اپنے اپنے نظاموں کے الگ الگ نام رکھ کر اسلامی قوانین کو ان میں سمو دیا۔ اور ان پر عمل کر کے ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار ہوئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا ہر نظام اسلام کا خوشہ چیں ہے لیکن تعصب، لالچ اور کبر و نخوت نے عقل و دانش کے نام نہاد ٹھیکیداروں کو اعتراف حق کے بجائے جھوٹ اور ہٹ دھرمی کی راہ پر ڈال دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام وعلیٰ نبینا سے جس دین کا آغاز کیا تھا وہ رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر مکمل ہو گیا۔ آپ کے بعد آسمان سے کوئی نئی شریعت نازل نہ ہوگی۔ اور نہ کسی کو نبی بنایا جائے گا۔ اب دین کے کسی حکم میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا۔ یہ دین قیامت تک آنے والی نسلوں اور تمام قوموں کی ہدایت و نجات کے لیے کافی ہے۔

اس دین خداوندی کو لوگوں تک ہر دور میں پہنچانے اور اس کی حقانیت و صداقت ثابت کرنے کا فریضہ تبلیغ امت مسلمہ کے سپرد کیا گیا تھا لیکن یہ کس قدر افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ آج آزاد اور خود مختار مسلم مملکتوں اور مسلمانوں کے کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود اس اجتماعی فریضہ کی ادائیگی کا باقاعدہ کوئی اہتمام نہیں۔ کلچر اور ثقافت کے نام پر لاکھوں روپے فحاشی عریانی پھیلانے اور نئی پود کو آوارہ بنانے والے اسباب و ذرائع کی ترقی پر برباد کیے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی کو دعوت دی جاتی ہے۔ لیکن قرآن و سنت کی تعلیم و اشاعت کے لیے سرکاری سطح پر مسلم حکومتوں کے درمیان کبھی کوئی معاہدہ اور سمجھوتہ دیکھنے میں نہیں آتا۔

اہل حق علماء ربانی اپنے فرائض منصبی کو ہمیشہ کی طرح ادا کیے جا رہے ہیں یہ مساجد اور دینی مدارس دراصل تبلیغ اسلام اور حفاظت اسلام کے قلعے ہیں اور یہ بات بڑی پریشان کن ہے کہ مسجد و مدرسہ سے مسلمانوں کا تعلق روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے فریضہ تبلیغ کو تو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے حالانکہ بارگاہ الٰہی سے حکم یہ تھا کہ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ كَانَ آيَةً (میری بتائی ہوئی ہر بات دوسروں تک پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار ساتھیوں نے دین الٰہی کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام عرب کے ریگزاروں سے نکل کر چین کے لنگے کناروں تک پھیل گیا۔ اور دنیا سچائی اور نیکی کے اس خدائی پیغام کی ضیاء پاشیوں سے بقعۂ نور بن گئی اور سب نے دیکھا کہ اسلام کے ماننے والوں کو مکہ کے وڈیروں، سرمایہ داروں اور رئیسوں نے جلاوطن کیا تھا۔ پھر اسی اسلام کے چاہنے والوں نے قیصر و کسریٰ جیسی سلطنتوں کو زیر نگیں بنایا۔ اور ان کے ظلم و استبداد کی بیخ و بن اکھاڑ دی۔

علماء حق آج بھی اسلام کی ابدی صداقتوں کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں بعض اہل غرض اور دنیا پرست ان کی مخالفت کرتے اور انھیں بدنام کرنے پر تلے رہتے ہیں۔ دینی مدارس کے خلاف زہر پھیلایا جاتا ہے اور انہیں بے ضرورت ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وجہ دراصل یہ ہے کہ مساجد و مدارس اور اہل اللہ کی خانقاہیں ہی وہ جگہیں ہیں جن سے ہر دور میں سچائی کی آواز بلند ہوئی ہے اس لیے ناانصاف مجرم ضمیر اہل حل و عقد اور اصحاب سیم و زر کو ہر وقت ان سے خوف لاحق رہتا ہے۔ یہ لوگ برائیاں چھوڑ کر خود اچھے بننے کی بجائے بے غرض بے ریا خدا پرستوں کو برا ثابت کرنے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں بعض برے لوگ نیک لوگوں کی صفوں میں آکر اپنی بد کرداریوں اور بدعملیوں سے ان کے وقار کو مجروح کرتے اور ان کے متعلق زہر پھیلاتے ہیں تاکہ عوام الناس ان سے متنفر ہو جائیں اور ان کی اچھی اور سچی پکار پر لبیک نہ کہیں ـــ لیکن اہل حق نے بات کہنے کے لیے انسانوں کی بھیڑ کو اپنے ساتھ لینا کبھی ضروری نہیں سمجھا۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے نمرود کی جھوٹی خدائی کو اس وقت چیلنج کیا تھا جب ملک عراق کا دوسرا ایک فرد بھی توحید الٰہی پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اور حضرت آمنہ کے دریتیم نبی کائنات سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے کفرزار عرب میں اس وقت پیغام حق سنایا جب طائف کے پتھر بھی دشمن کے ساتھ تھے تاریخ گواہ ہے کہ حق و صداقت کے علمبرداروں نے اسوۂ نبوی پر ہر دور میں عمل کیا انہوں نے کسی طرح کے خوف و لالچ کی پرواہ نہیں کی انہوں نے سرمایہ و دولت کی دلآویزیوں اور اقتدار کی ستم رانیوں کو خاطر میں لائے بغیر اعلائے کلمۃ الحق کا پرچم ہر دور میں بلند رکھا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ جیسی ہستیاں عظمت کے وہ مینار ہیں جن کے سامنے جبر و استبداد کی ہر قوت نے دم توڑ دیا۔ برصغیر کی تاریخ کے اوراق علماء ربانی کی حق گوئی بے باکی اور جرأت مردانگی کی گواہی دیتے رہیں گے۔ امام ولی اللہ دہلویؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لے کر حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا سندھیؒ، حضرت امیر شریعتؒ اور حضرت شیخ التفسیر رحمہم اللہ تعالیٰ تک تمام اکابرین طاغوتی قوتوں کے خلاف ہمیشہ برسرپیکار رہے وہ باطل کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور اپنے اعمال و اخلاق سے دنیا کے سامنے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اسوۂ پیغمبری کی پیروی کا بہترین نمونہ پیش کرتے رہے ناموس اسلام اور ملت اسلامیہ کے لیے جب سر دھڑ کی بازی لگانے والوں کا ذکر کیا جائے تو سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے اسماء گرامی بے ساختہ زبان پر آجاتے ہیں جنہوں نے بالاکوٹ کی سنگلاخ وادیوں کو اپنے مقدس خون سے لالہ زار بنایا تھا۔ ان لوگوں نے ملک و سلطنت کے لیے نہیں صرف اور صرف باطل کے استیصال اور اسلام کا نام اونچا کرنے کے لیے جان کی بازی لگائی اور رتبہ شہادت نے انہیں زندہ جاوید بنا دیا۔ ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ان کے سامنے اگر دنیا کا کوئی لالچ یا مفاد ہوتا تو وہ اپنی جانیں قربان نہ کرتے۔ انہوں نے تو راہ حق میں سر تن سے جدا کروا کر بھی یہی کہا کہ ؎

مقامِ صحابہؓ

اہل سنّت والجماعت کی خصوصیات

فضیلت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مسلک اعتدال

چوہدری صادق علی
سابق ڈی ایف سی
لائلپور

اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں امتِ اسلامیہ کو امتِ وسطا کے خطاب سے نوازا ہے نیز اسے خیرِ امت کا لقب بھی عطا فرمایا ہے۔ ان خطابات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ باقی تمام امتوں سے یہ امت اعلےٰ و ارفع اور برگزیدہ ہے جس طرح رسول ہاشمیؐ کی امت باقی تمام امم میں ایک امتیازی شان رکھتی ہے اسی طرح اہل السنت والجماعت کا فرقہ اعلیٰ و ارفع حیثیت رکھتا ہے۔ اس فرقہ کی خصوصیات جن کی وجہ سے اس کا مقام دوسرے فرقوں سے بلند ہو جاتا ہے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اصل دین آمد کلام اللہ مقدم داشتن۔ یعنی قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے شریعتِ اسلامیہ کا اصل ماخذ ہے لہٰذا دین فہم کو سمجھنے کے لیے اسے مقدم رکھا جائے گا۔

(۲) پس حدیثِ مصطفےٰ بر جان مسلّم داشتن۔ قرآن پاک کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا درجہ ہے۔ کیونکہ حدیث پاک قرآن شریف کی تفسیر، بیان اور شرح ہے۔ حدیث شریف کی طرف رجوع کرنے کے بغیر ہم قرآن پاک کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

(۳) قرآن پاک اور حدیث شریف کے بعد تیسرے نمبر پر ہمارے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مقدس جماعت کا عمل بھی شرعی حجت ہے۔ صحابہ کرام قرآن پاک کے مخاطبین اوّل تھے اور نزول قرآن کو انہوں نے نہ صرف بذاتِ خود ملاحظہ فرمایا تھا بلکہ وہ آیات قرآنی کے معانی، مفہوم، تشریح اور تفسیر کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتے رہتے تھے اور قرآنی احکامات کی عملی تشکیل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھ کر اس پر عمل کرتے تھے لہٰذا جو کام صحابہ کرام کی کثیر جماعت نے کیا ہے وہ ہمارے لیے حجت ہے اور واجب الاطاعت۔

مختصر الفاظ میں اہل السنت والجماعت کی تعریف یوں کی جائے گی کہ اس سے مسلمانوں کا وہ فرقہ مراد ہے جو قرآن مجید کے بعد سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت کے بعد جماعتِ صحابہ کے مجموعے کے عمل کو حجتِ شرعی تصوّر کرتا ہے۔ امت کے اجماع کو اور خصوصاً صحابہ کے اجماع کو تیسرے نمبر پر واجب التعمیل سمجھتا ہے۔

اہل السنت والجماعت کے عقائد میں یہ امر مسلمہ ہے کہ صحابہ کرام کا درجہ باقی تمام امت سے زیادہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ کا درجہ ہے۔ اس ضمن میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمت اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

حضرات شیخین (سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ) کی افضلیت صحابہؓ و تابعینؒ کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر آئمہ کی ایک جماعت نے اس کو نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعیؒ بھی ہیں اور امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا ہے کہ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کی افضلیت باقی تمام امت پر قطعی (غیر مشتبہ اور یقینی) ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تواتر کے طور پر ثابت ہے کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خاص اپنے دارالخلافہ میں اور اپنے متبعین کی کثیر جماعت کے سامنے اعلان فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ تمام امت سے افضل ہیں۔"

ہمارے شیعہ بھائیوں کو چاہئے کہ وہ کم از کم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس اعلان عام کو ملحوظ خاطر رکھیں جس میں افضلیت شیخین تواتر سے ثابت ہوتی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

حضرت خاتم الانبیاء (علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات) کے بعد خلیفہ مطلق اور امام برحق حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ، ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں اور ان حضرات کی افضلیت بھی خلافت کی ترتیب سے ہے یعنی سب سے بڑا درجہ حضرت صدیق اکبرؓ کا ہے، ان کے بعد فاروق اعظمؓ کا ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کا۔ بعد ازاں حضرت علی مرتضےٰؓ کا (رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین) اور شیخین کی افضلیت صحابہؓ و تابعین کے اجماع و اتفاق سے ثابت ہے۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ پر فضیلت دے گا وہ مفتری ہے اور میں اس کو کوڑوں کی سزا دوں گا جس طرح افترا کرنے والے کو دی جاتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مفصل خط حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی کے نام تحریر فرمایا تھا جو کہ مکتوبات کے دفتر اوّل میں درج ہے۔ اس میں امام ربانی نے کیا خوب ارقام فرمایا ہے:

حضرات شیخین تو وفات کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوئے اور حضورؐ قبر مبارک سے اس حال میں اٹھیں گے کہ ایک جانب حضرت صدیقؓ ہوں گے اور دوسری طرف حضرت فاروقؓ۔ جیسا کہ خود آنحضرتؐ نے ایک حدیث میں اس کی خبر دی ہے۔ پس اس نزدیکی اور دائمی حضوری کی وجہ سے افضلیت انہی کو ہے۔ یہ ناچیز حضرات شیخینؓ کے فضائل کے متعلق کیا بیان کرے اور کیونکر لب کشائی کرے۔ ذرہ کو کہاں طاقت کہ آفتاب کی باتیں کرے اور قطرہ کی کیا ہستی کہ عمان کے زخار سمندر کے متعلق زبان کھولے۔ وہ اولیائے کرام جن کو دعوتِ خلق کا کام سپرد ہے اور جنہیں ولایت و دعوت دونوں چیزوں سے حصہ وافر ملا ہے انہوں نے کشف صحیح کی روشنی میں اور تابعین اور تبع تابعین میں سے ائمہ مجتہدین نے اپنی فراستِ صادقہ اور احادیث و آثارِ متواترہ سے حضرت شیخین کے کمالات دریافت کئے ہیں اور ان کے فضائل میں سے بہت تھوڑا سا حصہ ان کے علم میں آیا ہے۔ ناچار انہوں نے حضرات شیخین کی افضلیت کا حکم لگایا اور اس پر اجماع کیا اور طے کر دیا کہ اگر کسی کو اپنے کشف سے اس کے خلاف ظاہر ہو تو وہ غیر صحیح اور نامعتبر ہے اور بھلا افضلیت شیخین کے خلاف کسی کا کشف کیونکر معتبر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ صدرِ اوّل (عہدِ نبوی) میں ان کی افضلیت مسلّم ہو چکی تھی۔ جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم عہدِ نبوت میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو ان کے بعد تمام صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں رونق افروز تھے تو ہم کہا کرتے تھے کہ اس امت میں افضل ترین ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مندرجہ بالا تحریروں میں تصریح فرمائی ہے کہ اس امر میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کا اجماع تھا کہ حضرات شیخین تمام امت میں سے افضل ہیں اور یہ امر اہل السنت والجماعت کے عقیدہ میں شامل ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ درحقیقت اس مقدس جماعت سے خارج ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

کسیکہ حضرت امیرؓ را افضل از صدیقؓ گوید از
جرگہ اہل سنت بر آید۔

(دفتر اوّل مکتوب ۲۲۹)

جو کوئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صدیق اکبرؓ سے افضل کہے وہ گروہ اہل سنت سے خارج ہے۔

روافض حضرات شیخینؓ کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے اور اہل خوارج شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے۔ یہ دونوں فرقے افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ اہل السنت والجماعت کا خاصا یہ ہے وہ تمام جماعت صحابہ کرامؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اعتدال کے راستہ پر گامزن ہیں لہٰذا امت وسط کا صحیح مصداق یہی فرقہ ناجیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو اسی اعتدال کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

۱۷ مئی ۷۴ء

مجلس ذکر
ملیاں

۳ مئی ۱۹۷۴ء

کائنات کی ہر شے اللہ کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے
ہر شخص کو اس کے حصے کا رزق ضرور مل کر رہتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا ایمان افروز خطاب

مرتب
عبد الرشید انصاری

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم
یٰاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ٘ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ (البقرہ: ۱۶۸)

ترجمہ: اے لوگو! ان چیزوں سے کھاؤ جو دنیا میں حلال پاکیزہ ہیں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

رزق حلال رحمت خداوندی ہے۔ اور حرام روزی خدا تعالےٰ کے عذاب کا موجب ہے۔ اللہ تعالےٰ جن و انس، چرند پرند سب کو روزی دیتا ہے۔ نباتات و جمادات کو اپنے وجود کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب کو مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی شانِ ربوبیت ہر وجود کی پرورش کرتی ہے۔ اور کائنات کی ہر شے خدائے بزرگ و برتر کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے۔ نباتات و جمادات کی تمام پرورش فطرت ہواؤں، بادلوں، آفتاب کی کرنوں جیسے کارندوں سے خود کرواتی ہے۔ حیوانات کو غیر مکلّف رکھا گیا کہ وہ جیسے چاہیں اپنا پیٹ بھر سکتے ہیں مگر انسانوں کو مکلّف رکھا گیا کہ اسے صرف وہ چیزیں استعمال کرنا ہوں گی۔ جنہیں اس کے لیے حلال اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ حرام اور مشتبہ مالوں سے دامن پاک رکھنا اور حق و حلال کی روزی کا استعمال انسان میں ان صلاحیتوں کو اجاگر کر دیتا ہے جو اس زندگی کا مقصود ہوتی ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جب انسان کو کوئی خصلت پیدا کرنا منظور ہو تو وہ اپنے طرز کو ایسے رنگ میں بدل لیتا ہے۔ جس کے پیش نظر مقصد پورا ہو جائے مثلاً پہلوان بننے کے لیے دودھ، گوشت انڈے اور دوسری مقوی غذاؤں کو لازم کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح جس شخص کو دنیا میں بڑا کام کرنا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے روحانی مربی یعنی نبی کے مشورے سے چیزیں صرف کرے تاکہ اس کا مطلب اور ارادہ پورا ہو جائے۔

نبی کی تعلیم کا یہ اثر ہوتا ہے کہ انسان کی عقل میں ایسے علوم اور خیالات بھر دیے جاتے ہیں جن سے اس کے ارادہ میں پختگی پیدا ہو اور وہ جلد منزل مقصود پر پہنچ سکے۔ اس کے برعکس القاء شیطانی اور اتباع شیطانی کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کی ہمت پست ہو جائے نہ ارادہ کی تکمیل ہو نہ منزل مقصود پر پہنچنا نصیب ہو۔ لہٰذا اے لوگو! اللہ تعالےٰ کی ہر چیز کو اجازت لے کر (حلال) کھایا کرو اور حلال شدہ چیزوں میں سے بھی ستھری اور پسندیدہ چیزوں کا استعمال کیا کرو۔"

ہم اس امر کے مکلّف قرار دیے گئے ہیں کہ کسب معاش میں ناجائز طریقے اختیار نہ کریں مگر آج تجارت اور دوسرے کاروباری معاملات میں سب سے زیادہ فروغ جھوٹ کو حاصل ہے کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر کوئی کاروبار چل ہی نہیں سکتا۔ یہ مشیت ایزدی اور اللہ العالمین کی ربوبیت کاملہ پر یقین کمزور ہونے کی دلیل ہے۔ اگر ایمانوں میں پختگی آ جائے تو آج ہی اعمال بھی درست ہو جائیں گے۔ ایک صاحب ایمان کو گناہ جھنجھوڑ کے رکھ دیتا ہے۔ مومن کا وجدان از خود بتا دیتا ہے کہ فلاں کام کا اس طریق سے کرنا گناہ ہے اب اس کی مرضی ہوتی ہے کہ خود کو اس گناہ سے دور رکھے یا اس کی طرف راغب ہو جائے۔ حدیث میں ہے کہ "گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے"۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نانا جان ﷺ کی ایک حدیث یاد رکھی ہے۔ کہ جو چیز تجھے شک میں ڈالے (کہ پتہ نہیں یہ صحیح ہے یا غلط) اسے چھوڑ دے اور جس کام (کے صحیح ہونے) میں طبیعت ٹک جائے اور دل مطمئن ہو وہ کام کر لیا کرو۔ (رواہ الترمذی)

اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حلال و طیب رزق کھائیں۔ مگر جس رزق کو حاصل کرنے کے لیے کسی کا حق غصب کیا گیا ہو، جھوٹ بولا گیا ہو یا بددیانتی کی گئی ہو وہ رزق حلال نہیں جہنم کی آگ ہے۔ کوئی شخص ہمہ وقت عبادت کرتا ہو، احکام شریعت بجا لاتا ہو۔ کوئی نماز نہ چھوڑے اور شب زندہ دار بزرگ ہو۔ لیکن اس کی روزی میں حرام ملا ہوا ہو۔ اس کی کوئی عبادت مقبول نہ ہو گی۔

اہل اللہ لوگوں کو اللہ اللہ کرنا سکھاتے ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان دنیا سے رشتہ توڑ کر ایک اللہ سے جوڑ لے۔ جب ہمارا رشتہ اللہ سے مضبوط ہو گا تو پھر دنیا کے لیے اللہ کے حکموں کو پس پشت نہیں ڈالیں گے۔ جب انسان دنیا پر بھروسہ کرتا ہے۔ اپنی تجارت، اپنی دکان، اپنے کارخانہ، اپنے کاروبار پر کامیابی اور خوشحالی کو موقوف سمجھتا ہے اسی وقت ٹھوکر کھاتا ہے — پوری کائنات کا نظام اللہ تعالےٰ کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ پوری زندگی میں ہر انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے لیے لکھ دیا گیا ہو۔ اللہ کے حکم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ (لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ) پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ اپنے حصہ کی روزی کو حرام طریقوں سے حاصل کیا جائے اور حرام کر کے کھایا جائے۔

غالباً حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ اگر انسان کو ایک ایسی جگہ بند کر دیا جائے جہاں کھانے کے لیے کچھ نہ ہو اور نہ کوئی وہاں جا سکتا ہو تو اسے اپنے حصے کی روزی کس ذریعے سے ملے گی۔ آپ نے فرمایا جس راستے سے موت اس تک پہنچے گی موت سے پہلے روزی بھی اسی راستے سے ملتی رہے گی۔

دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ اپنے پاک نام کی برکت سے ہمیں رزق حلال اور صدق مقال کی توفیق دے۔

بقیہ: خطبۂ جمعہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن صد افسوس کہ ہم نے اپنے اکابر کی قربانیوں کو فراموش کر دیا۔ ہم نے اپنے اندر قوت عمل اور اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کے بجائے سستی و کاہلی اور انتشار و افتراق کو جگہ دی جس کے شرمناک نتائج بھی ہم سب نے دیکھ لیے ہیں۔ آج دین کے فریضہ تبلیغ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے جس سے اغیار کے حوصلے بلند اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشیں زوروں پر ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اسلاف کے نقش قدم پر چلنے اور اپنے فرائض

نماز

جس کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے

شاہ محمد خان شاہد

قرآن مجید میں بار بار حکم ہوا ہے کہ قائم کرو نماز کو اور جھکو خدا تعالےٰ کے سامنے جھکنے والوں کے ساتھ۔ سب سے زیادہ جس بارے حکم ہوا ہے وہ صرف نماز کا حکم ہے۔ نماز بھی باجماعت کا حکم ہے۔ کیونکہ رب تعالےٰ نے انسان کے ساتھ انسان کو محبت پیدا کرنے اور میل جول بڑھانے کا واحد ذریعہ نماز قرار دیا۔ پانچوں وقت ایک ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہو کر عبادت خدا تعالےٰ یعنی گھروں کی نسبت مسجدوں میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس لیے حکم میں جمع کا صیغہ ہے کہ جھکو جھکنے والوں کے ساتھ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ علیحدہ نماز عبادت تو ہے اور اس کا ثواب بھی مل جائے گا مگر اتنا ثواب نہیں ملے گا جتنا مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں علیحدگی کی نماز سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب ہے۔

آج ہم کیوں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار ہوں۔ نہ اتفاق ہے اور نہ ہمدردی۔ اس کی محض یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسلام کے اس فلسفے پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ ہم کیوں مسجدوں میں اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کے دکھ درد کو سنیں اور ان کو بانٹیں۔ آج مسلمان اپنے بھائیوں سے اس قدر دور ہوتا جا رہا ہے کہ ایک محلے ایک گلی میں رہتے ہوئے بھی ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ہمارا ہمسایہ، محلہ دار کس دکھ اور کس مصیبت میں گرفتار ہے بس ایک عذر کہہ دیا کہ وقت نہیں کہ کسی کو مل سکیں، کسی کا حال معلوم کر سکیں۔ اگر ہم باقاعدگی سے سب مسجدوں میں اکٹھے ہو کر نماز ادا کریں تو پھر دیکھیں کہ ہم ایک دوسرے کے دکھ کے ساتھی کیسے بن سکتے ہیں مگر اس بارے میں نہ ہمارے پاس کوئی وقت ہے اور نہ کبھی خیال پیدا ہوا ہے بلکہ اب تو ایک فرقہ اس تہذیب یافتہ معاشرہ میں ایسا بھی پیدا ہو چکا ہے جو مسجدوں میں آتے لوگوں کو یہ طعنہ دیتے ہیں اور آوازیں کستے ہیں دیکھو فلاں ملاں جا رہا ہے، مسجد کا ٹھیکیدار ہے اور مستتر ہو گیا ہے بس یا یہ اب معاشرہ اور سوسائٹی کے قابل نہیں رہا۔

آج ہم حکم خداوندی کو کس طرح بھلا رہے ہیں اور اس گندگی اور جھوٹی فریب زدہ شیطان کی تہذیب ٹیڈی ازم کی طرف تیزی سے دوڑ رہے ہیں اور یہ مقصد بھول گئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ ہم سارا دن ٹیڈی بنے بال بڑھائے رنگین کپڑے جو عورتوں کی زینت تھے اپنے بدن پر سجائے سڑکوں گلیوں میں کھڑے آوازیں کس رہے ہیں۔ قرآن مجید کو کھول کر اگر ہم دیکھیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تو انسان اور جنوں کو صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ وہ عبادت کیا ہے وہ نماز ہے جو ہم پر پانچ وقت فرض کر دی گئی ہے۔ صرف ہم پر فرض نہیں ہوئی بلکہ یہ ابتداء ہی سے مسلمانوں پر فرض تھی۔ اسلام کی کوئی ساعت کبھی ایسی نہیں گزری جس میں نماز فرض نہ ہو۔ حکم ہے کہ جب مؤذن اذان دے تو ہر کاروبار چھوڑ کر خدا تعالےٰ کے گھر نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔ مگر ہم ہیں کہ ادھر مؤذن اللہ اکبر کا اعلان کرتا ہے اُدھر ہم اپنے ریڈیو کی آواز بلند کر دیتے ہیں۔ کیا ہمارا مقصد یہی تھا۔ آج ہم جس کو وہ امت قرار دیا گیا خیر الامت کہا گیا جس کا کام برائی کو روکنا اچھائی کا پرچار کرنا تھا وہ اپنے ہاتھوں خود اپنی روایات کو زندہ دفن کر رہے ہیں اور غیر مسلم سے بھی بڑھ کر اپنے مذہب پر مذاق کر رہے ہیں۔ مگر ہم یہ نہ بھولیں کہ ہم مذہب کے ساتھ مذاق نہیں بلکہ اپنے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔

جمعہ کے روز حکم ہے کہ اس روز نہا دھو کر صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر مسجدوں میں جا کر نماز ادا کریں خشوع خضوع سے اگر نماز ادا کریں تو اللہ تعالےٰ ایک ہفتہ میں جو گناہ کئے ہوتے ہیں اپنی رحمت سے معاف فرما دیتے ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ صبح دس بجے سے سینما گھروں میں نئی فلموں کے پہلے شو کا ٹکٹ خریدنے کے لیے قطار بنائے کھڑے ہیں اور اس شوق میں ہیں کہ پہلا شو ضرور دیکھنا ہے چاہے کپڑے پھٹ جائیں قطار میں کھڑے کھڑے برا حال ہو جائے تو کیا بات ہے۔ اس کو آج ہم مسلمانوں نے اپنی معراج سمجھ لیا ہے۔ اگر نماز کے بارے میں کہیں تو کیا جواب دیتے ہیں کہ ہمیں خدا بخش دے گا کیونکہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جو ٹھہرے اور پھر یہ شعر پڑھ پڑھ کر اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دیتے ہیں۔ ؎

"ہم نے گناہ کیے تیری رحمت کے زور پر"

یہ سراسر سرکشی ہے جس کے بارے میں یہ آیا ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر جمعہ کی نماز ادا نہیں کرتا، میرا دل چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے نماز نہ پڑھنے سے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا دکھ ہوتا ہے مگر پھر بھی وہ رحمت للعالمین ہیں اپنی امت کے لیے دربارِ خداوندی میں ساری ساری رات جاگ کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! میری اس قوم کو ہدایت فرما کہ یہ جانتے نہیں مگر پھر بھی ہم سوچیں کہ نماز باجماعت نہ پڑھنے والوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نظریہ ہے اور جن کے متعلق آپ اتنی قسم کھا کر یہ فرمائیں کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے گھر جلا دوں۔ تو کیا قیامت کے دن اگر ہم بے نمازی ہونے کے سبب مصیبت میں پھنس گئے تو کیا ہم آپؐ کو شفاعت کے لیے کچھ کہہ سکیں گے یا آپؐ ہمارے لیے شفاعت کریں گے؟ کہ یا اللہ یہ نماز تو نہیں پڑھتے تھے مگر ان کو بخش دے۔ اس لیے ہم دلوں سے یہ خیال نکال دیں کہ ایک طرف تو ہم حکم عدولی کریں پھر یہ کہیں کہ گناہ کیے تیری رحمت کے زور پر۔ اس کے علاوہ نمازی کو ملاں اور معاشرہ کا بیکار انسان تصور کریں کیا ہماری شفاعت ممکن ہے۔

قیامت کے روز میدان حشر رب العالمین کے عالی قدر دربار میں اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ان لوگوں کے خلاف دعوے دائر فرمائیں گے یا اللہ میری اس امت نے میرے اس قرآن کو ردی کا غذ سمجھ لیا تھا نہ قرآن ہے نہ حدیث ہے نہ نماز، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج، سارے برے کام کرکے اور پھر بھی یقین کہ بخشا جاؤں گا۔

این خیال است و محال است و جنوں

ہم سب کو اللہ تعالیٰ نمازی بنائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس طریقہ سے ہمیں ہدایت کا علم نصیب ہو جائے اور صراط مستقیم مل جائے۔ ہمارا گھر سے مسجد تک آنا جانا اللہ کو پسند آ جائے اور یہ بھی کہ جماعت میں کسی کی نماز قبول ہونے سے ہماری نماز بھی قبول ہو جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی نمازی گھر سے وضو کرکے نماز کی نیت سے مسجد کو چلتا ہے تو اب وہ حکماً نمازی ہے۔ اسے چاہیے نہ کسی سے بات کرے اور نہ انگلیوں کے چٹخارے لے اور فرمایا جو لوگ گھر سے نماز کی نیت سے مسجد چل کر آتے ہیں ان کو قدم قدم پر نیکیاں ملتی ہیں گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں اور ان کو حج کا ثواب ہوتا ہے کیوں نہ ملے وہ بڑا خانہ کعبہ ہے مرکزی اور مسجدیں اس کی شاخیں ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے جو دونوں آنکھوں سے اندھے تھے۔ عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کوئی ایسا بچہ یا خدمت گار نوکر وغیرہ نہیں جو مجھے مسجد تک لائے اس لیے میں آپ کے سامنے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اجازت فرمائیں تاکہ میں گھر ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ دوسری جگہ تفصیل ہے کہ میرا گھر مسجد سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے اور راستہ خراب ہے اور جب بارش وغیرہ ہوتی ہے تو گلی میں کیچڑ ہو جاتا ہے۔ آپؐ نے اجازت فرما دی۔ جب وہ جانے لگا آپؐ نے اسے پھر بلایا اور پوچھا کیا جب اذان ہوتی ہے تم تک آواز آتی ہے عرض کی حضرت جی ہاں! فرمایا اب مسجد میں آ کر نماز باجماعت پڑھنی پڑے گی۔ کیونکہ اب تو حکم ہو گیا ہے اللہ کی طرف سے۔ اگرچہ اندھے کے لیے اجازت دی ہے قرآن نے لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ الایۃ لیکن اذان سننے کے بعد اندھے کو بھی چاہیے کہ کوشش کرے کہ مسجد پہنچ کر نماز باجماعت ادا کرے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ پہلے تو نماز کا وقت نہیں ملتا۔ اگر ملتا ہے تو اس قدر جلدی نماز پڑھ لیتے ہیں کہ کوئی خبر نہیں رہتی کہ نماز میں پڑھا کیا ہے اور کیا نماز درست بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے

(باقی صفا پر)

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی چنگیزی

اسلام اور سیاست

عبدالرحمٰن لودھیانوی
شیخوپورہ

قرآنی شواہد

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ پ۳ ۔ سورۃ ۳ ۔ آیت ۱۹

(۱) ترجمہ: بے شک دین جو ہے اللہ کے ہاں ۔ سو یہی مسلمانی (حکم برداری ۔) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ۔

تفسیر :- اسلام کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں ۔ مذہب اسلام کو بھی اسی لحاظ سے اسلام کہا جاتا ہے کہ ایک مسلم اپنے آپ کو ہمہ تن خدائے واحد کے سپرد کر دینے اور اس کے احکام کے سامنے گردن ڈال دینے کا اقرار کرتا ہے گویا اسلام انقیاد و تسلیم کا اور مسلمانی حکم برداری کا دوسرا نام ہے ۔

یوں تو شروع سے آخیر تک تمام پیغمبر یہی مذہب اسلام لے کر آئے اور اپنے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوم کو مناسب وقت احکام پہنچا کر اطاعت و فرمانبرداری اور خالص خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلاتے رہے ہیں ۔ لیکن اس سلسلہ میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے تمام دنیا کو جو اکمل و جامع ترین ، عالمگیر اور ناقابل تنسیخ ہدایات دیں وہ تمام شرائع سابقہ حقہ پر مع شئے زائد مشتمل ہونے کی وجہ سے خصوصی رنگ میں اسلام کے نام سے موسوم و ملقب ہوئیں ۔

(۲) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط پ۶ سورۃ مائدہ ۵ آیت ۳ ۔

(ترجمہ) آج میں تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر چکا اور میں نے اپنا احسان تم پر پورا کر دیا ۔ اور میں نے تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کیا ۔

(۳) اسلام ہی راست و پختہ مذہب ہے ۔ سورۃ توبہ ۹

(۴) جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا طریقہ اختیار کرے تو اس کی یہ بات مقبول نہیں ۔ آل عمران ۳ ، آیت ۸۵

(۵) بھلا مذہب کے لحاظ سے اس شخص سے بہتر کون ہے جو مسلمان ہو گیا ۔ سورہ نساء ۴

(۶) اے پیغمبر اعلان کر دو کہ میں خالص اللہ ہی کا غلام ہوں اور میرا دین اسی کا قانون ہے ۔ زمر

(۷) کہہ دو کہ میرے لیے اللہ ہی بس ہے ۔ کہہ دو کہ میرے پاس اس کی کوئی وجہ نہیں کہ میں اس کی ذات کی غلامی اختیار نہ کروں جس نے مجھے سلیم الفطرت پیدا کیا ۔

(۸) جو شخص حقیقی مسلمان ہے وہ یقیناً کامیاب ہے ۔ (مومن) پ۱۸ ۔ لوگو! سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ (بقرہ)

(۹) اے پیغمبر کہہ دو کہ میری نماز ، میری عبادت ، میری زندگی ، میرا مرنا صرف اللہ تعالےٰ ہی کی رضا کے لیے ہے ۔ (انعام ۶)

اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو ۔

(۱۰) اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس اسوۂ حسنہ کے نقش قدم پر چلو ۔ تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے (آل عمران ۳ ، آیت ۲)

(۱۱) پیغمبر علیہ السلام مسلمانوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں ۔ سورۃ احزاب ۳ - آیت ۶ ۔

(۱۲) جنہوں نے رسولؐ کی اطاعت کی ، اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔

(۱۳) جب تک مسلمان پابند قانون فطرت رہیں گے ہمیشہ بلند اقبال اور غالب رہیں گے ۔

سیاست

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و اہمیت صرف نماز ، روزہ اور چند دوسری عبادات کی تلقین و تبلیغ کو کماحقہ انجام دینے ہی میں نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں دنیائے انسانیت کی مکمل رہنمائی میں آپ کی رسالت اور عظمت کا راز پنہاں ہے ۔ ان تمام احکام میں جنہیں عموماً عبادت کہا جاتا ہے ان میں بھی آپ کے احکام مثالی نوعیت رکھتے ہیں اور عبادات کے ماسوا سیاسیات ہوں یا معاشیات ، عمرانیات ہوں یا معاملات میدان جنگ ہوں یا زمانہ صلح ، اپنے سے برتاؤ ہو یا غیروں سے سلوک ۔ ہر واقعہ میں آپ کا کمال نہ صرف یہ کہ اس واقعہ تک محدود ہے بلکہ ساری دنیا کے لیے اور ہر زمانہ اور ہر قوم کے لیے آپ نے مکمل رہنمائی فرمائی ہے اور ہدایت و تلقین سے زندگی کا کوئی شعبہ بھی محروم نہیں ہے ۔ سیاست آج کے ذہن و فکر میں دین مذہب سے بالکل جدا تسلیم کی گئی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی سیاست کو اگر انصاف پرور جہانبانی کے اصولوں پر منطبق کیا جائے تو یہ انطباق بالکل درست اور صحیح ہوتا ہے اور صلح نامہ حدیبیہ اس کی واضح اور روشن مثال ہے ۔ صلح نامہ کے الفاظ پر اعتراض کیا گیا ۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی بجائے اس مسئلہ کو حکمت نبوی سے طے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور عبداللہ کا بیٹا بھی ہوں ۔ محمد ابن عبداللہ لکھ دو ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قریش کے نمائندے نے بخوشی منظور کر لیا اور وہ تاریخی معاہدہ ضبط تحریر میں آ گیا جسے آگے چل کر تمام قریش کے اسلام لے آنے کا سنگ بنیاد بننا تھا ۔

قربان اس نبیؐ کے جس نے غیروں کو اپنایا یگانے اور بیگانے پر رحمت فرمائی ۔

ایک مرتبہ کفار مکہ نے یثرب میں رہنے والے کفار کو بھڑکایا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں اور ساتھ ہی دھمکی دی کہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو کفار مکہ خود ان پر حملہ کریں گے اور ان کو تہس نہس کر ڈالیں گے ۔ یہ دھمکی کارگر ہو گئی اور کفار یثرب نے تیاریاں شروع کر دیں کہ مسلمانوں سے جنگ کریں جن میں زیادہ تعداد خود انہی کے بھائی بندوں کی تھی جو ایمان لے آئے تھے ۔ قریش یثرب میں خانہ جنگی کرا کر مسلمانوں کو مصائب میں مبتلا کرنا چاہتے تھے اور اس طرح اسلام اور بانئ اسلام کو مٹا ڈالنے کے منصوبے بنا رہے تھے ۔ جب حضورؐ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ خود کفار یثرب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا :

اُے اہل یثرب ! تمہاری سمجھ میں مکہ والوں کی چال نہیں آئی ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے عزیز اور قریبی رشتہ دار تمہارے ہاتھوں ہی سے قتل کرا دیں ۔" خدا کے محبوب کی زبان مبارک و مقدس سے نکلے ہوئے یہ مختصر الفاظ کفار یثرب کے دلوں میں اتر گئے اور وہ مکہ والوں کی چال کو سمجھ گئے اور انہوں نے اپنے بھائی بندوں سے جنگ کے خیال کو چھوڑ دیا ۔

جہاں تک احکام شریعت کا تعلق ہے ۔ حضور سرکار کائناتؐ وہ مصالحات اور مفادات بیان فرمایا کرتے تھے جو ان احکام کے اتباع سے مستنبط ہوتے ہیں ۔ اسلام سے پہلے جو قوانین الٰہیہ نافذ ہوئے ۔ ان کی توجیہات اور ان کے مفید اثرات و نتائج کسی نے بیان نہیں کئے ۔ یہ شان سوائے آپ کے اور کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی ۔

قریش کے ساتھ جو صلح نامہ ہوا وہ حضورؐ کی حکمت تامہ کی بڑی درخشاں مثال ہے ۔ قریش نے صلح نامہ میں شرط لگائی تھی کہ ہمارا جو شخص گرفتار ہوگا مسلمانوں کو اسے واپس کرنا ہوگا لیکن قریش جس مسلمان کو گرفتار کر لیں گے اسے واپس نہیں کیا جائے گا ۔ حضورؐ نے اہل قریش کی شرط منظور فرما لی ۔ اس پر صحابہ عظام کے مابین چہ میگوئیاں ہوئیں کہ یہ شرط دب جانے کی دلیل ہے اور مسلمانوں کی کمزوری کی علامت ہے لیکن خدائی حکمت کا عالم بخوبی باخبر تھا کہ اہل قریش یہ شرط منوا کر اپنے کفر ، اپنے عقیدے اور اپنے خانہ ساز مذہب کی جڑیں کاٹ رہے ہیں ۔ چنانچہ صلح نامہ پر عمل شروع ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ اہل قریش خود بخود مسلمان ہونے لگے ۔

بنی عوف کے یہودیوں کو بھی مومنوں کی معیت میں قوم ہی سمجھا ۔ یہ وہ سادہ معاہدہ ہے جس میں وحدت قومی کا تعین فرمایا گیا ہے اور صرف مسلمانوں کے لیے ہے مگر اس وقت اور اقوام و مذاہب بھی تھے لہٰذا خدا کے نبی نے ان کو نظر انداز نہیں فرمایا ۔ یہ معاہدہ اتنی زبردست حکمت کا حامل ہے جسے سیاست کی گہرائیوں کا سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے ۔ کیا تاریخ عالم میں اس قسم کی شرائط پر دو قوموں یا قوم کے فریقوں ، یا ملکوں یا سلطنتوں میں صلح نامہ کی کوئی نظیر پیش کر سکتا ہے ؟ متفاوت معاہدہ کے بڑے بڑے دعویدار بھی اس حکمت کی کوئی

مثال نہیں لا سکتے۔

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں اور ان کی کتابیں اور مذہبی لٹریچر بھی کسی نہ کسی حیثیت میں موجود ہے مگر سیاسیات میں اپنے پیروؤں کی رہنمائی کسی مذہب نے نہیں کی اور کوئی مذہبی پیشوا اپنے عہد میں کوئی ایسا نقشہ مرتب کر کے نہیں چھوڑ گیا جس سے لوگوں کو ملکی انتظام کے لیے کوئی مدد مل سکتی۔ یہود کے پاس تورات تو ضرور موجود ہے ہنود کے پاس بھی منو کا قانون موجود ہے مگر تفصیلات تو درکنار، اصول ہی میں اتنا ابہام اور اجمال موجود ہے کہ اس پر کسی سلطنت و حکومت کا کاروبار نہیں چل سکتا۔ لیکن اسلام سیاسیات میں مذہبی حیثیت سے اپنے تمام مقدم و موخر مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں نے جب سلطنت کی عنان ہاتھ میں لی تو انہیں کسی سولن، کسی جولیس اور کسی نوشیرواں کے قانون کا محتاج ہونا نہیں پڑا۔ قرآن میں ہر چیز موجود ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان کے پاس کم و بیش ڈیڑھ صدی تک ایک قرآن کے سوا کوئی اور کتاب نہ تھی۔ اسی کی مدد سے انہوں نے تاتار سے لے کر مراکش و ہسپانیہ تک فرمانروائی کی جسے دیکھ کر اپنے، پرائے سب انگشت بدنداں ہیں۔ سب مؤرخین کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں نے بہ یک وقت دنیا کے تمام بڑا عظموں پر پورے طنطنہ اور بڑی لیاقت سے حکمرانی کی۔ تمام جرائم کی سزائیں قرآن کے مطابق دی جاتی تھیں۔ کسی قسم کی رو رعایت اور سفارش نہیں ہوتی تھی۔

تعزیرات اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ جرائم کے استیصال پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ کسی کے ساتھ بے انصافی اور حق تلفی نہیں کی جاتی تھی۔ مختصراً یہ کہ اس چھوٹے سے مقالہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ سیاست دین کا جزو لازم ہے۔ سیاست کے بغیر دین چل ہی نہیں سکتا جیسے گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں۔

عوام مسلمان اس بات پر بڑے زور و شور سے نکتہ چینی اور عیب جوئی ان علمائے کرام کی کرتے رہتے ہیں جو سیاست میں حصہ لیتے ہیں۔ اسوۂ حسنہ کی چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ جو لوگ صرف عبادات ہی کرتے ہیں اور سیاست میں حصہ نہیں لیتے وہ آدھے دین پر عمل پیرا ہیں۔ غزوات رسول اکرم، تعزیرات شریعت اور جہاد کی تاکید سے سارا قرآن اور کتب احادیث بھری پڑی ہیں۔ سو عوام اور خاص مسلمانوں کو یہ خیال ذہن سے نکال دینا چاہئے اور اپنی اصلاح کر لینی چاہئے ورنہ بعد میں حسرت اور ندامت اٹھانی پڑے گی۔ ہمارے صحابہ کرام اور آئمہ عظام اور اولیائے کرام کی سیرتیں بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو مضمون طویل ہو جائے گا۔

(۱) وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط سورہ نساء ۴، آیت ۵۸)

(ترجمہ) اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

(۲) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ سورۂ نساء۔ آیت ۶۵۔

(ترجمہ) سو قسم ہے تیرے رب کی۔ وہ مومن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تجھ ہی کو منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان پیدا ہو، پھر وہ اپنے جیئوں میں تیرے فیصلے سے تنگی نہ پائیں اور اسے خوشی سے قبول کریں۔

(۳) وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ سورہ مائدہ ۵، آیت ۴۲

(ترجمہ) اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے فیصلہ کر۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

یہود نے زانی کی سزا رجم کی بجائے کوڑوں میں تحریف کر دی حالانکہ تورات میں رجم کا حکم تھا جب کہ زنا کرنے والے شادی شدہ ہوں۔ کوڑوں کی سزا تو کنواروں کے لیے ہے۔

(۴) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔
" " " " هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔
" " " " هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورہ المائدہ ۵۔ آیات ۴۴۔۴۵۔۴۷)

(ترجمہ) اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا تو وہ کافر، ظالم اور فاسق ہے۔

سچے مسلمان کا یہ کام ہوتا ہے اور ہونا چاہئے کہ جب کسی معاملہ میں ان کو خدا اور رسول کی طرف بلایا جائے خواہ اس میں اس کا نفع ہو یا نقصان ایک منٹ کا توقف نہ کرے۔ فی الفور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہہ کر حکم ماننے کے لیے تیار ہو جائیں۔ (سورہ نور ۲۴، آیت ۵۱)

بقیہ: نماز

کی توفیق عطا کرے اور پکا نمازی بنائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاجدار مدینہ نے باجماعت نماز کی اہمیت کے پیش نظر آخری مرض میں باوجود کافی نقاہت و کمزوری کے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے کندھوں پر سہارا لے کر مسجد میں پہنچ کر نماز باجماعت پڑھی ہے۔ ہمارے لیے پانچ نمازیں فرض ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ پانچ جو ہم پڑھتے ہیں، چھٹی نماز تہجد، ساتویں اشراق، آٹھویں چاشت مگر ہم میں سے بعض ہیں کہ ان پانچوں کو بھی ذمہ داری سے نہیں پڑھتے۔ اگر ہم نماز کی پابندی کریں گے تو ہماری اولاد بھی نماز پابندی سے پڑھے گی۔ اگر ہم خود ہی نماز کے قریب نہ جائیں تو پھر اولاد کو کیونکر نماز کی تلقین کر سکتے ہیں۔ جبکہ حکم رب تعالیٰ ہے کہ اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کیا کرو اور خود بھی نماز پر پکے رہو۔

حضرت عمروؓ ابن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کرو اپنی اولاد کو نماز کے پڑھنے کا جب وہ سات برس کے ہو جائیں اور مارو تم انہیں اس کی بابت جب وہ دس برس کے ہوں اور علیحدہ کرو انہیں بستروں سے۔ اس کا مطلب یہ کہ جب سات برس کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم کرو۔ جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو انہیں مار پیٹ کر نماز پڑھایا کرو اور دس برس کے ہونے پر بہن بھائیوں کے بستر الگ الگ کر دیا کرو۔

نماز اگرچہ بالغ ہونے پر ہی فرض ہے مگر اس کا حکم اس لیے فرمایا کہ انہیں بچپن میں ہی نماز پڑھنے کی عادت پڑ جائے۔ اب ہم اپنے دل میں سوچیں کہ کیا ہم نے اپنی اولاد کو نماز کا عادی کیا یا ان کو اپنے ساتھ سینما گھروں، ناچ رنگ کی محفلوں میں جانے کا عادی بنایا۔ اس بارے میں قیامت کے روز ہم سب جواب دہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو نماز پر پابند رہنے کی توفیق بخشے اور ہماری اولادوں کو نیک بنائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

فرمودات

۱۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ فرمانِ رسولؐ
۲۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ عمل نماز کا وقت پر ادا کرنا پسند ہے۔ فرمانِ مصطفیٰؐ
۳۔ جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ
۴۔ نماز ساری عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ فرمانِ سرکارِ مدینہؐ۔
۵۔ نماز کے لیے اپنے اہل و عیال کو حکم کیا کرو۔ (القرآن پ۱۶)
۶۔ جس نماز میں حضورِ قلب نہ ہو وہ عذاب سے بہت نزدیک ہے۔ (حضرت حسن بصریؒ)
۷۔ جس کی نماز میں خشوع نہیں ہے اس کی نماز نہیں ہے۔ (حضرت سفیان ثوریؒ)
۸۔ نمازی فرض شناس، پابند وقت، حق گو اور راستباز ہوتا ہے۔ (مشتاق حسین بخاری)
۹۔ اے بلالؓ! اذان دے تاکہ ہم نماز سے راحت و اطمینان حاصل کریں۔ (حکم فخر دو جہاں)
۱۰۔ نماز مومن کے واسطے معراج ہے۔ فرمانِ سرکارِ مدینہؐ)
۱۱۔ ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو نماز باجماعت نہیں پڑھتے۔ (فرمانِ سردارِ انبیاءؐ)
۱۲۔ نماز گزار جنتی، تارکِ نماز گنہگار، منکرِ نماز کافر ہے۔ (فرمانِ تاجدارِ حرم صلی اللہ علیہ وسلم)

منشی نور احمد کا انتقال

تحریک آزادی مجلس احرار کے سرگرم کارکن منشی نور احمد لاہور میں انتقال کر گئے مرحوم کی عمر بیاسی سال تھی منشی نور احمد نے آزادی کی جدوجہد کے دوران قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں۔ مرحوم نامور خوشنویس اور پاکستان خوشنویس یونین کے سابق صدر تھے۔ مرحوم نور احمد خطاط الملک تاج الدین زریں رقم کے حقیقی ماموں اور استاد تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین! (ادارہ)

سائنس کی تدوین و ترقی میں مسلمانوں کا حصہ

حکیم آفتاب احمد قرشی

مسلمانوں کے علمی کمالات

مسلمانوں کے علمی کمالات کا اندازہ حسب ذیل معلومات سے ہوتا ہے:۔

- تجرباتی اور نظریاتی طبیعات (فزکس) میں وسیع معلومات فراہم کیں۔
- علم کیمیا کے بنیادی اجزاء مقدار کی دریافت کی۔ مثلاً الکحل، شورہ کا تیزاب، گندھک کا تیزاب، تبخیر و تقطیر کا اہم ترین طریقۂ عمل، دھاتوں کو الگ کرنے اور صاف کرنے کا طریقہ
- مشہور ماہر طبیعات ابن الہیثم نے یونانیوں کے اس قدیم نظریہ کو غلط ثابت کر دیا کہ آنکھوں کو بصارت، ان کی اپنی شعاعوں کے پردوں پر منعکس ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ ابن الہیثم نے جدید اور صحیح نظریہ پیش کیا ہے جسے غلطی سے مغرب کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کہ اشیاء کا انعکاس آنکھ کے پردے پر ہوتا ہے یہ پہلا ماہر طبیعات تھا جس نے انسانی آنکھ کی ساخت اور ترکیب کا مفصل و مکمل بیان کیا اور انعکاس نور پر مختلف تجربے کر کے فوٹو کی ایجاد کی راہ ہموار کی۔ ابن الہیثم نے دریائے نیل پر بند باندھنے کی تجویز پیش کی جو آج ایک ہزار سال کے بعد اسوان بند کی صورت میں پوری ہوئی۔

البیرونی نے مختلف دھاتوں مثلاً سونا، چاندی، تانبا، لوہا، ٹین اور جست کا مخصوص وزن دریافت کیا۔

جابر بن حیان نے علم کیمیا میں تجربات کو لازمی قرار دیا۔ فن جراحی میں بے ہوشی اور بے حسی کے لیے مختلف دوائیں ایجاد کیں

ابوالقاسم زہراوی نے سر، دانتوں، گردہ، فتق وغیرہ کے مختلف اپریشن کیے۔ ابوالقاسم کی کتاب "التعریف" جراحت کا شاہکار ہے اور صدیوں تک یورپ کی طبی درسگاہوں میں شریک نصاب رہی۔

بو علی سینا کی عظمت کا اعتراف مشرق و مغرب نے کیا ہے۔ بو علی سینا کی تالیف "القانون" کو طبی بائبل کی حیثیت حاصل رہی۔ کیمسٹن کی رائے میں بو علی سینا کی کتاب قانون واضح، مرتب اور منظم ہے۔ حالانکہ جالینوس کی کتاب میں یہ خصوصیات نہیں ہیں۔ بو علی سینا اولین معالج تھا جس نے علاج میں نفسیات کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ وہ خود بڑا ماہر نفسیات تھا بو علی سینا نے اس حقیقت کا بھی انکشاف کیا کہ:۔

> "انسانی جذبات کا صحت و مرض سے گہرا تعلق ہے۔"

رازی علم الامراض (کلینکل میڈیسن) کا بڑا ماہر تھا۔ رازی نے خسرہ اور چیچک میں اولین بار امتیاز کیا۔ رازی آنکھ کے اپریشن کا بڑا ماہر تھا۔ پیرس یونیورسٹی کے شعبۂ طب میں بو علی سینا اور رازی کی تصاویر کو ان کی عظمت کے اعتراف میں آویزاں کیا گیا ہے۔

مسلمانوں نے دواسازی میں بڑی ترقی کی۔ دواسازی (فارمیسی) کو اولین بار تجارتی اور صنعتی پیمانہ پر عربوں نے منظم کیا۔ عربوں نے جو فارماکوپیا مرتب کیا۔ صدیوں تک رائج رہا۔ اسے "لیگن فارماکوپیا" (جالینوسی فارماکوپیا) سے موسوم کیا جاتا تھا۔ رابرٹ بریفالٹ رقمطراز ہے:۔

> "عربوں نے جو فارماکوپیا مرتب کیا یورپ میں اب تک رائج ہے۔ مغرب نے اس میں تالیفی (SYNTHETIC) ادویات کا اضافہ کیا ہے۔"

مسلمانوں نے اقامتی ہسپتال قائم کئے۔ لیبارٹری ہسپتال کے ساتھ ملحق ہوا کرتی تھی۔ پاگلوں کے لیے مخصوص شفا خانے تھے۔ مسلمانوں نے ہسپتالوں کے علاوہ صحت گاہیں بھی قائم کیں جہاں مریض صحت یاب ہونے کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ فوج میں طبی شعبہ قائم ہوا کرتا تھا۔ صلیبی جنگوں میں عیسائی امراء علاج کے لیے عرب اطباء کو دعوت دیا کرتے تھے۔

مسلمان اطباء قدرتی علاج اور غذائی علاج کے قائل تھے۔

ابن رشد مغرب صدیوں تک سپین کے مشہور مفکر، فلسفی اور طبیب ابن رشد کا معترف رہا۔ ابن رشد نے سینکڑوں برس تک مغرب کی علمی راہنمائی کی۔

الزرقالی فلکیات کا بڑا ماہر تھا کوپرنیکس سے قبل الزرقالی اور نورالدین البیرونی نے زمین اور کواکب (ستارے) کی حرکت محوری کو ثابت کیا اور بطلیموسی نظام کی تردید کی۔

ابوالعباس الفرغانی مشہور ماہر فلکیات تھا ابوالعباس فرغانی نے فلکیات کے بارے میں اپنے تحقیقی نتائج کو قلمبند کیا۔ ان کتابوں کا مغربی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ مغرب میں فلکیات کا فروغ اسی کی تصانیف کا رہین منت ہے۔ ڈریپر نے تحریر کیا ہے کہ یورپ زرقالی کی تالیفات کے ترجمہ سے فلکیات سے روشناس ہوا۔

ریاضی میں علم مثلثات (ٹرگنومیٹری) کا تناسب محمد البتانی کی تحقیق کا رہین منت ہے۔

مسلمانوں میں علم مثلثات (ٹرگنومیٹری) میں سب سے بلند ترین شخصیت ابوالوفاء کی تھی۔

جارج سارٹن نے تحریر کیا ہے کہ:

> "ابوالوفاء اولین شخصیت تھی جس نے ٹرگنومیٹری کے بارے میں ابتدائی مسائل حل کیے۔ الجبرا کا نام ہی اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی علمی فتوحات کا ثمر ہے۔ الجبرا عربی لفظ ہے۔"

رابرٹ چیسٹر نے الجبرا کے متعلق الخوارزمی کی کتاب کا ترجمہ کیا اور اس سے مغرب میں الجبرا کی ابتداء ہوئی۔

عمر بن خیام جس کی رباعیات کی شہرت ہے۔ دراصل منجم اور حساب دان تھا۔

جیومیٹری میں بغداد کے تین فاضل برادران محمد، احمد، حسن اور ثابت بن قرہ کی تحقیق اور تالیفات کے تراجم نے یورپ کو جیومیٹری کے اصول و قواعد سے آشنا کیا۔

حساب میں عربوں نے صفر کو رائج کیا جو کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا علمی کارنامہ تھا۔ ورثہ اسلامیہ میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے مغرب سے اڑھائی سو سال قبل صفر کا استعمال شروع کر دیا تھا۔

مسلمانوں کی سائنسی ایجادات

مسلمانوں نے صرف سائنسی ایجادات پیش کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ سائنسی ایجادات بھی کیں:۔

- مسلمانوں نے گھڑی کو ایجاد کیا اس کا موجد قطبی تھا۔ مسلمانوں نے عجیب پرتکلف گھنٹے بنائے تھے کہ انہیں بجانے کے لیے برجی پتلے یا سوار نکلتے یا کوئی مصنوعی پرندہ ٹھیک وقت پر کوئی چیز پیالے میں گراتا فرانس کے فرمانروا شارلیمین کو عباسی خلفاء نے جو تحائف ارسال کیے تھے ان میں ایک گھڑی بھی تھی۔ فرانسیسی اس گھڑی کو دیکھ کر ششدر رہ گئے تھے جس کے کل پرزے اتنے پیچیدہ تھے کہ مورخ کے

خیال ہیں یورپ کے وقائع نویس اس کے لاطینی ترجمہ کے صحیح معنی نہ سمجھ سکے۔

- عرب تہذیب کے مصنف جوزف ہال کی رائے ہیں فوٹوگرافی کا سہرا ابن ہیثم کے سر ہے۔
- موسیٰ نے اصطرلاب ایجاد کیا۔
- ابو صالح نے غرق شدہ جہازوں کو نکالنے کی عجیب وغریب ایجاد کی۔
- عربوں نے جہازرانی کے لیے قطب نما ایجاد کیا۔ جس نے بحری سفر میں انقلاب پیدا کر دیا۔
- واسکوڈی گاما نے اپنا سفر ایک عرب جہازران احمد بن عبدالمجید کی راہنمائی میں طے کیا۔
- سپین کا عباس دنیا کا اولین ہوا باز تھا۔ مشہور مؤرخ ہٹی کے مطابق زمین پر واپس اترنے کے دوران وہ زخمی ہو گیا اور اس ہوائی پرواز کا سلسلہ صدیوں تک رک گیا۔
- مسلمانوں نے عینک ایجاد کی۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر عینک استعمال کیا کرتے تھے۔

ہم نے سائنس میں مسلمانوں کے کارناموں کو بڑے اختصار سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے سائنس کے ہر شعبے میں مستقل اضافے کیے۔ مغرب کی تمام تر ترقی مسلمانوں کی رہین منت ہے۔ مغرب نے مسلمانوں سے جو استفادہ کیا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت عربی کے وہ سینکڑوں الفاظ ہیں جو مغربی زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہم چند الفاظ مثال کے طور پر پیش کر رہے ہیں:۔

کافور	کیمفر	عنبر	امبر
الدنیق	الدنیق	لعوق	لنکیٹس
مشک	مسک	رب	راب
سنا	سنا	شراب	سیرپ
فرزجہ	پیسری	کباب	کیوب
جلاب	جلیپ	الکلی	الکلائن
حشیش	حشیش (حشیش بھنگ کو کہتے ہیں)		

حشیشین حسن بن صباح کا فرقہ تھا۔ جس کے پیرو بھنگ پی کر مخالفوں کو قتل کر دیتے تھے۔ حشیشش انگریزی میں اسی فرقے کو کہتے ہیں۔ اور اسیسنیشن اسی سے ماخوذ ہے۔

لورق	بوریکس	الکیمیا	الکمی
الکحل	الکوحال	الدکیر	الگزیر
یاسمین	جاسمین	قند	کانڈی
صندل	صنڈل	یشب	جیسپر
تمر ہندی	تمرانڈ	قنب	کینی بس
لیموں	لیمن	عرق	ارک
زعفران	سفران	قرمینہ	کارمینہ
قولون	کولن	مالیخولیا	مالن کولیا

کیلوس	کاسل	ذوسنطاریہ	ڈسنٹری
طاطانس	ٹٹے نس	قاثاطیر	کیتھیٹر
دیافرغما	ڈایافرام	ذیابیطس	ڈایابیٹز
کیموس	کائم	مانیا	مینیا
	قوما	کوما	

مسلمان اور بعض اہم سائنسی نظریات

مسلمانوں نے سائنس میں اس قدر ترقی کر لی تھی کہ انہوں نے کئی نئے سائنسی نظریات ترتیب دیے مگر مغرب نے انہیں اپنی جانب منسوب کر لیا۔ سائنس ایک مسلسل عمل کا نام ہے ــــ سائنس کا کوئی نظریہ ایک دن میں معرض وجود میں نہیں آیا۔ اس کے پیچھے صدیوں مسلسل سعی و کاوش ہوئی ہے۔ جانکاہ تحقیق ہوئی ہے۔ اسی بناء پر جب بھی کوئی سائنسی نظریہ پیش کیا جاتا ہے اس پہ کام کرنے والے تمام سائنس دانوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ بعض مسلمانوں نے بعض اہم سائنسی نظریات کی تحقیق اور تدوین میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ مگر مغرب کے بیشتر مؤرخین نے اس حقیقت کا اعتراف نہیں کیا۔ مسلمانوں اور مشرق سے تعصب کی بناء پر اس حقیقت کو چھپانے کی سعی کی۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ گزشتہ تین سو سال کے انکشافات اسلامی علوم میں موجود نہیں ہیں۔ دراصل یورپ نے جو ترقی مختلف علوم میں کی ہے ان میں اکثر کے اصول اسلامی علوم میں موجود ہیں۔ چنانچہ علم الحیات (بیالوجی) علم النباتات (باٹنی) علم طبیعات (فزکس) منافع الاعضاء (فزیالوجی) کے ایک ایک بنیادی مسئلہ کے متعلق ذیل میں توضیح کی جاتی ہے۔ ان مسائل کے متعلق خاص طور پر زور دیا جاتا ہے کہ یہ یورپ کی علمی مساعی کا ثمر ہیں۔

مسئلۂ ارتقاء

مسئلۂ ارتقاء یورپ کا سب سے بڑا کارنامہ تصور کیا جاتا ہے اور چارلس ڈارون اور رسل ویلس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ابن مسکویہ مصنفین رسائل اخوان الصفاء، ابن خلدون وغیرہ نے اس پر کافی بحث کی ہے۔ ابن مسکویہ کی "الفوز الاصغر" میں ایک پورا مقالہ اس پر درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جمادات کا انتہائی مرتبہ نباتات کا ابتدائی درجہ (مثلاً دکھاس پھوس) ہے۔ اسی کے ساتھ نباتات میں آثار حیات شروع ہوتے ہیں۔ نباتات کے آخری درجہ کی مثال کھجور اور انگور ہے اور اس کی حالت پر ذرا سی ترقی کے بعد حیوانات کا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حیوانیت کے مدارج کی تفصیل درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جب حیوان زیادہ ترقی کر جاتا ہے تو وہ انسانیت کی حدود میں داخل ہوتا ہے"

(الفوز الاصغر ص ۹۰)

مقدمہ ابن خلدون میں ابن بشرون کا یہ مقولہ درج ہے کہ:

"مٹی نبات ہو جاتی ہے اور نبات سے حیوان پیدا ہوتے ہیں"

(مقدمہ ابن خلدون ص ۴۴۹)

حیاتِ نباتات

اسی سے معلوم ہو گا کہ نباتات کی زندگی کے نظریہ کو موجودہ دور کی طرف منسوب کرنا بھی غلط ہے۔ ابن مسکویہ لکھتے ہیں کہ:۔

"کھجور میں زندگی ہے، احساس ہے نر و مادہ کی تفریق ہے، دماغ ہے۔ میں نے کھجور اور حیوانات میں بہت سی مشابہتیں دیکھی ہیں۔ یہ نباتات کی زندگی کا آخری اور حیوانی زندگی کا ادنیٰ درجہ ہے"

اخوان الصفاء میں کھجور کو درخت حیوانی تحریر کیا گیا ہے۔ (اخوان الصفاء ص)

کششِ ثقل

کشش ثقل کو سر اسحاق نیوٹن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مشہور طبیب ثابت ابن قرہ کا قول ہے:۔

"اگر پوری زمین بلند ہو کر فلک شمس سے مل جائے اور وہاں سے پتھر چھوڑا جائے تو پھر زمین کی طرف جائے گا کیونکہ وہ اپنے مشابہ جسم کو ڈھونڈتا ہے"

شرح تجرید میں ہے کہ:۔

"جب ہم ڈھیلے کو زمین سے اوپر کی طرف پھینکتے ہیں تو وہ پھر زمین کی طرف رجوع ہوتا ہے کیونکہ کل (زمین) جزو (ڈھیلے) کو اپنی طرف کھینچتا ہے"

چیچک کا ٹیکہ

طب مغرب میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اسے ڈاکٹر جینز کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کا اصول یہ ہے کہ چیچک کا زہریلا مادہ بدن کے اندر پہنچایا جائے تاکہ بدن اس قسم کے مادہ سے متاثر نہ ہو۔

طبِ یونانی میں یہ اصول موجود ہے۔ چنانچہ "خلاصۃ التجارب" اور "اکسیر اعظم" میں تحریر ہے کہ:۔

"چیچک کے خشک چھلکوں کو نبات سفید کے ساتھ پیس کر کھلانا چیچک کا مانع ہے"

فی الحقیقت ممالک اسلامیہ میں سترھویں صدی سے

بچوں کا صفحہ

ایمان افروز واقعات

محمد امین لائلپور

عدل و مساوات

فتح مکہ کے دنوں کا واقعہ ہے کہ قریش کی ایک عورت فاطمہ کو چوری کی شہادت کے بعد اسے اسلامی تعزیر کے مطابق ہاتھ کاٹنے کی سزا ملنی تھی چنانچہ اہل قریش گھبرائے اور لگے ادھر اُدھر کی کوشش کرنے تاکہ سزا میں تخفیف ہو جائے —

چنانچہ اسامہ بن زیدؓ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے (زیدؓ کے بیٹے تھے) اور فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھے۔ قریش والے اُن کو لے کر بطور سفارش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غضب آلود ہوئے اور فرمایا کہ اُسامہ! کیا تم دین کی حدود میں رخنہ اندازی کرنے کی جرأت کرتے ہو؟ یاد رکھو! اگلی قومیں اسی لیے برباد ہوئیں کہ وہ غریبوں کو سزا دیتے اور امیروں کو سفارش سے چھوڑ دیتے تھے۔

"خدا کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیے جاتے۔"

●

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا زمانہ ہے اُن کے دو صاحبزادے عراق کی مہم سے کامیاب واپس لوٹے تو واپسی پر بصرہ کے راستے آئے۔ ان دنوں حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے۔ جناب موسیٰ اشعریؓ نے صاحبزادگان کی خاطر خواہ تواضع کی۔ روانگی کے وقت گورنر نے کچھ رقم پیش کی کہ یہ بیت المال کی امانت ہے اور ساتھ ہی کہا کہ اس رقم سے تجارتی مال خرید لیں اور مدینہ منورہ کی منڈی میں فروخت کر کے نفع کما لیں۔ اور اصل رقم بیت المال میں جمع کرا دیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادگان نے مال خریدا اور مدینہ منورہ کی منڈی میں فروخت کر کے خوب نفع کمایا۔ اور جب اصل مال لے کر بیت المال میں جمع کرانے کی غرض سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سارا ماجرا بھی بتا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ماجرا سن کر سوال کیا۔ کہ کیا موسیٰ رضؓ نے یہ سلوک سب سے کیا ہے یا صرف تم سے؟ دونوں نے جواب میں کہا کہ صرف ہم سے۔

حضرت عمر رضی اللہ نے پوچھا کہ یہ رعایت اس نے صرف اس لیے کی ہے کہ تم خلیفہ کے بیٹے ہو۔ یہ عدل و مساوات کے خلاف ہے۔ اصل رقم اور منافع دونوں بیت المال میں جمع کراؤ۔ سبحان اللہ

●

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک دن اُن کے بھائی حضرت عقیلؓ ان کے پاس آئے اور بیت المال سے کچھ لینا چاہا۔ حضرت علیؓ نے غلام کو بلایا اور سلاخیں گرم کرنے کو کہا۔ حضرت عقیلؓ بھی دیکھتے رہے۔

جب سلاخیں گرم ہو گئیں تو آپ نے گرم سلاخیں بھائی کی طرف بڑھائیں۔ جس سے وہ بہت گھبرائے۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی! اگر یہ گرم سلاخیں برداشت نہیں کر سکتے ہو تو آتش دوزخ کیسے برداشت ہو گی۔

یاد رکھو! بیت المال قوم کی امانت ہے اور امانت میں خیانت دیانت داری کے خلاف ہے۔ میں خلیفہ اس لیے نہیں کہ بیت المال کو اپنوں میں تقسیم کر دوں۔ چنانچہ حضرت عقیلؓ آپ سے ناراض ہو گئے مگر آپ نے بیت المال سے ایک درہم تک نہ دیا۔

●

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرکاری کام کر رہے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے آنے والے سے پوچھا کہ سرکاری کام ہے یا ذاتی کام ہے۔ اس شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین! ذاتی کام کے لیے آیا ہوں۔ آپ نے دیا بجھا دیا اور سائل سے باتیں کرنے لگے۔ جب سائل نے دریافت کیا کہ دیا کیوں بجھایا؟ تو فرمایا۔ کہ بیت المال کا دیا ذاتی اغراض کے لیے نہیں ہے۔

زہد و تقوےٰ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک دن کپڑے کا ناقص تھان پوری قیمت سے بِک گیا۔ تو پہلے خریدار کو تلاش کیا۔ نہ ملا تو اس دن کی ساری کمائی خدا کی راہ میں خیرات کر دی۔

اسی قسم کا ایک محدّث کا واقعہ منقول ہے کہ جناب محمدؐ بن سیرینؒ جو ایک بڑے محدّث گزرے ہیں وہ علم و فضل کے ساتھ تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔ ایک بار چالیس ہزار روپے سے زیتون کا تیل خریدا۔ اتفاق سے تیل سے مردہ چوہا نکلا تو آپ نے سارا تیل ضائع کرا دیا۔ ورنہ کون دیکھتا تھا۔

چاہتے تو چوہا نکال کر تیل فروخت کر دیتے۔ پھر وہ تیل بھی ادھار کا تھا۔ چنانچہ ادائیگی نہ ہوئی۔ تو مالک نے آپ کو قید کرا دیا۔ مگر آپ نے اُف نہ کی۔ زندان کے نگران آپ کی عظمت سے واقف تھے۔ انہوں نے جیل کی مراعات پیش کیں تو فرمایا یہ چیز دیانت کے خلاف ہے۔ چنانچہ عام قیدیوں کی طرح قید کاٹی مگر زہد و تقوےٰ پر آنچ نہ آنے دی۔ سبحان اللہ۔

نظام محمدؐ

نیا ملک ہم کو خدا نے دیا ہے
کہ ہو اس میں جاری نظام محمدؐ

○

یہاں سے جو قرآن کا نور چمکے
ہو دنیا میں روشن مقام محمدؐ

○

دکھائیں اخوّت کا ایسا نمونہ
کہ ہر دل پہ ہو نقش نام محمدؐ

○

اسد ہم اس امید پر جی رہے ہیں
کہ گردش میں آئے گا جام محمدؐ

○

تنقید و تبصرہ

مطبوعاتِ جدیدہ

تعارف و تبصرہ کیلئے مطبوعات کی دو جلدیں دفتر میں ارسال کرنا ضروری ہیں۔ (ادارہ)

مناسکِ حج

مرتب : مولانا الحاج محمد اشرف علی قریشی۔
ضخامت : ۲۷۰ صفحات
قیمت : چار روپے
ناشر : دار العلوم جامعہ اشرفیہ۔ عیدگاہ روڈ پشاور شہر

مولانا الحاج محمد اشرف علی قریشی جامعہ اشرفیہ پشاور کے بانی مولانا عبدالودود قریشی قدس سرۃ العزیز کے فرزند گرامی ہیں۔ موصوف ماہنامہ صدائے اسلام پشاور کے مدیر اور دار العلوم جامعہ اشرفیہ کے مدرس ہیں۔ آپ سالِ گزشتہ پاکستان سے خشکی کے رستے جانے والے اوّلین کاروانِ حجاز کے امیر مقرر ہو کر زیارتِ حرمین الشریفین سے مشرف ہوئے۔ اس سفر میں انہوں نے یہ بات شدّت سے محسوس کی کہ پاکستان کے عام مسلمان احکامِ حج اور آدابِ زیارت سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں اور معلمین حضرات کی عدیم الفرصتی اور عدم توجہ کے باعث وہ مناسکِ حج صحیح طور ادا نہیں کر سکتے۔

اسی احساس نے اُن سے مناسکِ حج لکھوائی ہے۔ جس میں انہوں نے عام فہم اور سلیس زبان میں حج و زیارت کے مسائل تحریر کئے ہیں۔ اس کتاب میں مناسکِ حج کی ماثورہ دعاؤں کے علاوہ مسائلِ حج اور مقاماتِ حج کی تاریخی فضیلت بھی بیان کی ہے۔

پاکستانی مسلمانوں کو سفرِ حج پر روانگی سے پہلے اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کتاب کو سفرِ حج میں اپنے ہمراہ لے جانا چاہیئے کیونکہ یہ کتاب قدم قدم پر اُن کی رہنمائی کرے گی اور ایک بہترین معلم حج ثابت ہو گی۔

اسلامی سیاست المعروف بہ الاعتدال

مؤلف : شیخ الحدیث مولانا حافظ الحاج محمد زکریا کاندھلوی
ضخامت : ۳۰۴ صفحات
قیمت : پانچ روپے
ناشر : مکتبہ زکریا شہزادی بلڈنگ عالمگیر مارکیٹ لاہور

زیرِ نظر کتاب دراصل مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کا اپنے ایک مخلص خادم و شاگرد کے نام ایک مفصل و مبسوط خط ہے۔ جس میں سیاسی مسائل حاضرہ کے متعلق سات سوالوں کے جوابات کتاب و سنت کی روشنی میں انتہائی سنجیدگی اور متانت سے تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ خط شعبان ۱۳۵۷ ہجری میں تحریر فرمایا گیا تھا۔ اس اعتبار سے اس میں درج سوالات و جوابات قریباً ۳۰ برس پُرانے ہو چکے ہیں۔ یعنی قیامِ پاکستان سے کئی برس پہلے —— لیکن اس لحاظ سے آج بھی مطالعہ کے لائق ہیں کہ قاری اس کتاب کے مطالعہ سے گزشتہ نصف صدی کے سیاسی مسائل اور تاریخی واقعات سے آشنا ہو سکتا ہے اور اس پہلو سے بھی یہ کتاب قابلِ مطالعہ ہے کہ اس خط میں ہزاروں احادیثِ نبوی جمع کر دی گئی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے انسان کے علم میں معتد بہ اضافہ ہوتا ہے۔ یہ سات سوالات حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے سیاسی اختلافات، علمائے دین کی بے وقری، مسلمانوں کی تباہی وغیرہ سے متعلق ہیں جن کے جوابات مولانا محمد زکریا صاحب نے نہایت معتدل انداز میں تحریر فرما کر فروعی اختلافات کے باوجود علمائے کرام کے درمیان خصوصاً اور عامۃ المسلمین کے مابین عموماً اشتراک و اتحادِ عمل کی ضرورت پر زور دیا ہے اور مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں عملی طور پر ڈھل جانے کی تلقین فرمائی ہے۔ دین، تاریخ اور سیاست کے طالب علموں کے لیے خصوصاً اور عام پڑھے لکھے مسلمانوں کے لیے عموماً اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہے اور اس کتاب کے ناشر یقیناً اس کتاب کی اشاعت جدید کے لیے مستحقِ تبریک ہیں۔

مکتبہ اعلیٰ ملتان شہر کی پانچ مطبوعات

مکتبہ اعلیٰ محلہ سادات بیرون دہلی گیٹ ملتان شہر کی پانچ مختصر مطبوعات برائے تبصرہ موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور رسالہ شہادۃ التحاریر علیٰ حرمۃ المزامیر یعنی باجوں کی حرمت از روئے شریعت ہے جو حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ امیر انجمن خدام الدین لاہور کی اجازت اور شکریہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے اور مفت تقسیم کیا جاتا ہے اور تیس پیسے محصول ڈاک بھیج کر مفت منگوایا جا سکتا ہے۔ باقی چاروں کتابیں مولانا محمد ابو الخیر صاحب اسدی کی تالیفات ہیں جن کے نام (۱) تعلیم امام اعظم (۲) تعلیم الحیوان (۳) ہیجڑوں کا پیشہ اور اس کا شرعی حکم (۴) تعلیم بریلویت ہیں۔ تعلیم بریلویت

(باقی صلا پر)

بقیہ: سائنس کی تدوین و ترقی

چیچک کا ٹیکہ رائج ہے۔ چیچک کا مادہ چھالیہ کو خالی کر کے اس میں بھر لیا جاتا تھا۔ اور بڑی سوئی سے رگ کو چھید کر سوئی کے سرے کے برابر زہریلا مادہ بھر دیا جاتا تھا۔ یہ مادہ بعض جگہ بچھڑوں سے حاصل کیا جاتا تھا اور بعض جگہ ان اشخاص کی انگلیوں سے جو گائے دوہتے تھے۔

ڈاکٹر جینز کو بھی ایک دودھ دوہنے والی لڑکی نے یہ کہہ کر اس طرف متوجہ کیا تھا کہ:-

"میرے ہاتھوں پر گائے کے تھنوں سے چیچک کا مادہ لگ گیا ہے اور چیچک کے دانے نمودار ہو گئے ہیں۔ اب میں اس مرض سے محفوظ رہوں گی"

کاکیشیا اور کوہ قاف میں کنیزوں کے تاجروں میں یہ ٹیکہ عام طور پر مروّج تھا، وہ اسے کنیزوں کی خوبصورتی کے تحفظ کے لیے لگواتے تھے۔

یہ تمام تصریحات تاریخ جودت، روزنامچہ خلیل خالد ؒ اور لیڈی میری وارٹلی مانٹیگو کے خطوط مورخہ ۱۷۱۷ء میں موجود ہیں۔

لیڈی میری وارٹلی مانٹیگو کا خاوند ترکی میں برطانوی نمائندہ تھا۔ لیڈی میری نے ترکی سے چیچک کا ٹیکہ لے کر انگلستان میں مروّج کیا۔

دورانِ خون

اس مسئلہ کو طبِ جدید نے بڑی اہمیت دی ہے اسے ہاروے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ کولمبس کے انکشافات سے بھی بڑا انکشاف ہے۔ حالانکہ طبِ یونانی میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔

شرح جیلانی میں ہے:-

"خون اجوف تحتانی سے دل میں آتا ہے دل میں وریدِ شریانی کے ذریعے پھیپھڑے میں جاتا ہے اور وہاں سے صاف ہو کر پھر دل میں آتا ہے اور بائیں بطن سے ہوتا ہوا اورطیٰ کے ذریعے تمام بدن میں پھیل جاتا ہے"

فتاوے طب میں آغا نیوس کہتا ہے کہ خون شریانوں سے وریدوں میں آتا ہے۔ اسی لیے خون انگلیوں کی جانب شریانوں سے وریدوں میں آ کر نیچے سے اوپر کی جانب چڑھتا ہے۔

اس کے علاوہ مسیحی و قرشی نے بھی دورانِ خون کی تصریح کی ہے۔

خود یورپ کے اربابِ علم نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ ابن نفیس (علامہ علاؤ الدین قرشی) دورانِ خون کا بانی تھا۔

ان حقائق کو دیکھتے ہوئے یورپ کے ایک ڈاکٹر کو یہ کہنا پڑا کہ:-

"بہت سی ایجادات جو ہم اپنی طرف منسوب کرتے ہیں ان کی اوّلیت کا سہرا درحقیقت عربوں کے سر ہے"

موسیو سدیو نے بھی اس امر کی تائید کی ہے۔

آخری قیدی ہوں میرے بعد خالی ہے قفس

جنگ ۱۹۷۱ء میں مشرقی کمان کے سربراہ اور آخری جنگی قیدی لیفٹیننٹ جنرل اے اے کے نیازی
کی واپسی پر استقبالیہ کیمپ واہگہ میں لکھی گئی

دو برس تیری محبت میں رہا ہوں زیرِ دام
اے وطن تیری فضاؤں کو میرا پہلا سلام
دل میں گر تیری عقیدت کے سوا کچھ بھی نہیں
میرے دامن میں ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں
میں نے کھائی تھی قسم تجھ پر کروں گا جاں نثار
روک لوں گا اپنے سینے پر ترے دشمن کا وار
کہکشاں کے رنگ ماتھے پر سجانے کی قسم
صفحۂ ہستی سے کافر کو مٹانے کی قسم
میں نے باندھا عہد تھا اپنے خدائے پاک سے
مر کے نہ ہوں گا جدا اُس سرزمیں کی خاک سے
جب بڑھے شیخ و برہمن لوٹنے تیرا سہاگ
جب لگا دی بزدلوں نے تیرے دریاؤں میں آگ
آگیا تھا جھول پرچم کی اڑان میں جس گھڑی
امن کی دیوی بھی سر پہ موت بن کر تھی کھڑی
جب برہمن زادی ہمدردِ مسلماں ہو گئی
تیری عزت کی حفاظت جزوِ ایماں ہو گئی
سرنگوں تھا مسجدوں کا شہر ستیشو کا وطن
ہو گیا میلا سراج الدولہ کا اُجلا کفن
میرپور کے جانثاروں کی سنی میں نے صدا
بھول بیٹھے دیں کے قنبر زند جب رن
رو رہے تھے چاٹگاؤں کے در و دیوار بھی
خوں میں ڈوبی ہوئی تھی میگھنا ہار بھی
گردشِ حالات کے بگڑے ہوئے سب ڈھنگ تھے
کھلنا و جیسور کے شام و سحر خوں رنگ تھے
وہ سنہرا دیش وہ جنگ پلاسی کا نشاں
ثبت ہے اس پہ ترے جانبازوں کی اک داستاں
ہم نے پلٹا، قرنِ اوّل کی شجاعت کا ورق
ہم نے دہرایا جہادِ زندگانی کا سبق
ہم نے روندا پاؤں میں کفار کا جھوٹا وقار
موت سے بے خوف ہو کے لڑتے تھے دیوانہ وار
جذبۂ شوقِ شہادت تھا دلوں میں موجزن
بے خطر دشمن کی صف میں گھستا تھا ہر تیغ زن
بج رہی تھی موت کی دُھن زندگی کے ساز پر
کانپ اٹھتا تھا عدو تکبیر کی آواز پہ
تھا یقیں، ان بزدلوں سے ہم تو مر سکتے نہیں
ہو نہیں سکتا جھکے کفار کے آگے جبیں
آہ! لیکن دی سیاست گر نے ہم کو ایسی مات
حشر تک روتی رہے گی ہم پہ ساری کائنات
آہ! دیکھا چشمِ گردوں نے یہ منظر پہلی بار
باغباں نے گلستاں سے لوٹ لی فصلِ بہار
مے کشوں نے موت لے کر زندگانی بیچ دی
قائدِ اعظم کی ہر زندہ نشانی بیچ دی
ایک دن آئے گا ہم سب کے لئے یومِ حساب
آئے گا وہ دن الٹ جائے گی چہروں سے نقاب
ایک دن ہم سب سے پوچھے گی وطن کی آبرو
کس نے کٹوایا ہے سر، کس کس نے بیچا ہے لہو
لوٹ آیا اپنی مٹی کی طرف میرا ضمیر
پُرسکوں ہے دل مرا، ہے مطمئن میرا ضمیر
اب کوئی غم خوار باقی ہے نہ کوئی ہم نفس
آخری قیدی ہوں، میرے بعد ہے خالی قفس
ہاں مگر میرے چمن میں چند ایسے صید ہیں
دشمنوں سے بچ گئے اپنے وطن میں قید ہیں

ہے دعا یہ ملک تابندہ و پائندہ رہے
میں فنا ہو جاؤں لیکن یہ سدا زندہ رہے

حنیف رضا

ٹیلیفون نمبر
۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر
۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۲۷۲۶۷-۲۰۔D.D.4 مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۴۶-۱۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

عوام اور اسلام

عبدالواحد بیگ

اصلاح عوام اور عبرت کے لیے اسلام نے چوروں کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم صادر فرمایا ہے مگر عوام کے دانشوروں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اگر چوروں کے ہاتھ کٹنے لگے تو ہر قصبہ میں ٹنڈے نظر آنے لگیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے اس حکم عدولی کی یہ سزا دی کہ انتقال اقتدار کی جنگ میں اپنے ہی ہاتھوں ہزاروں انسان معذور اور اپاہج بنا دیے گئے ہیں۔

اسلام نے بدکار عورت اور بدکار مرد کی سزا سو کوڑے یا سنگساری (موت) مقرر فرمائی ہے۔ مگر عوام کے دانشمندوں نے اسے "وحشیانہ سزا" قرار دیا۔ اللہ تعالےٰ نے نافرمانی کا یہ مزہ چکھایا کہ "اسلامی مملکت" میں بنگالی اور غیر بنگالی تعصب کی بناء پر لاتعداد مخلوق موت کے گھاٹ اتر چکی ہے اور آئندہ پختون، پنجابی، سندھی اور بلوچی ناپاک فتنہ نہ جانے کیا کیا گل کھلائے گا۔

بقول شاعر ؎

خزاں نے تازہ کوئی شگوفہ اگر کھلایا تو کیا کروگے
بہار کا یہ حسین موسم نہ راس آیا تو کیا کروگے

اسلام نے تقسیم میراث میں ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے حقوق مقرر فرما دیے ہیں مگر دولتمندوں نے ڈیڑھ سو سال سے "رواج" اختیار کر کے انہیں شرعی حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ اس گناہ کی پاداش میں ۱۹۴۷ء میں تبادلہ آبادی کا خونریز عذاب بطور تازیانہ عبرت چشم فلک نے دیکھا اور اب سوشلزم اور کمیونزم کی چھینا جھپٹی سامنے آ رہی ہے۔

سودی کاروبار کرنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ لیکن ہمارے سرمایہ دار اس اعلان جنگ کو قبول کر چکے ہیں۔ اور سود کا بازار خوب گرم ہے۔ تازہ ملکی بحران میں کروڑوں روپیہ کی کرنسی اور اربوں کی املاک کا ضیاع کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے اور آئندہ ہونے والے نقصانات کا اندازہ وقت بتائے گا۔

اسلام نشہ بازی، جوا اور رقص و موسیقی کی مجالس کو ناپاک شیطانی کام قرار دیتا ہے اور ان تمام برائیوں سے روکتا ہے مگر عوام و خواص کے رگ و ریشہ میں راگ رنگ، نشہ بازی اور جوا اس طرح رچ بس چکے ہیں کہ گناہ کو فنون لطیفہ آرٹ اور نام نہاد ثقافت کا لیبل لگا کر صحیح مقام دلانے پر زور دیا جا رہا ہے۔ سینما، ریڈیو پروگرام اور خوشی کی تقریبات میں لاؤڈ سپیکر پر ریکارڈنگ کی منحوس و مکروہ فتنہ سامانی کو عبادات اور تعلیم میں خلل اندازی کے باوجود فوجی جوانوں کی نام نہاد حوصلہ افزائی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

مسلمان عورتوں کے لیے اسلام نے پردہ کا خصوصی حکم صادر فرمایا ہے کہ "گھروں میں بیٹھی رہو۔ اور زمانۂ جاہلیت کے بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو" مگر عوام نے اس کا "زیور" پردہ چھین کر اسے "شیطان کا جال" بنا دیا ہے۔

بقول شاعر ؎

اب نہ پردہ ہے نہ احساس حیا باقی ہے
حسن بے باک ہے اور مکر و ریا باقی ہے

اور ؎

بے پردہ پھر رہی ہیں ہر طرف مسلم زادیاں
ہو رہی ہے رسوا یوں مسلمانوں کی آبرو !

نواں ۹ سالانہ درس

بنگلہ ۱۵ جامن روڈ واہ کینٹ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا الحاج قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ ہر ماہ کے آخری اتوار کو درس قرآن و حدیث دیتے ہیں جو عرصہ ۹ ½ سال سے جاری ہے ۲۶ مئی بروز اتوار صبح ۹ بجے اس درس کی نویں سالگرہ منعقد ہو رہی ہے جس میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم مہمان خصوصی ہوں گے اور حضرت کے خلیفہ ارشد مولانا غلام قادر صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ فاروقیہ اسلامیہ ملتان تشریف لا رہے ہیں۔

(داعی محمد عثمان غنی ۱۵/۱ب واہ کینٹ)

اسلام جھوٹ بولنے والوں کو لعنت کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ اور جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ لیکن آج جھوٹ کا بازار گرم ہے۔ اسے سیاست اور کاروباری زندگانی کا لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔

بقول کسے ؎

ہم سمجھتے تھے کہ غیروں نے کیا ہم کو تباہ
بندہ پرور کہیں اپنوں ہی کا یہ کام نہ ہو

بقیہ: مطبوعات جدیدہ

کی قیمت ۲۵ پیسے، ہیجڑوں کا پیشہ کی قیمت پندرہ پیسے، تعلیم الحیوان کی قیمت ۲۵ پیسے اور تعلیم اعظم کی قیمت [illegible] ہے۔ محصول ڈاک ہر کتاب کا دس پیسے علاوہ ہے۔ مکتبہ اعلیٰ ملتان مبارکباد کا مستحق ہے کہ اس نے ان اہم دینی موضوعات پر مشتمل مختصر کتابوں کی نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ہم ہر پڑھے لکھے مسلمان کو ان کتابوں کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں [illegible] صاحب استطاعت حضرات سے خصوصاً اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان کتابوں کو زیادہ تعداد میں خرید کر عام مسلمانوں میں مفت تقسیم کریں اور جزائے دارین حاصل کریں۔

اسلام اور عصر حاضر

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

گرمیوں میں دل، دماغ کو ٹھنڈا رکھئے
آج ہی
سفوف فرحت
کی ایک ڈبیا منگوا لیجئے — جو
- دل، دماغ، جگر اور معدہ کو طاقت، ٹھنڈک اور تسکین پہنچاتا ہے
- ہر قسم کے بخار میں پیاس، بے چینی، [illegible] بے چینی کو دور کرتا ہے
۲ ماشہ کی ایک خوراک دن بھر پیاس کو دور کرتی ہے
قیمت فی ڈبیا پندرہ روپے (پیشگی بذریعہ منی آرڈر)
شیراز دواخانہ اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور
(زیر سرپرستی استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی سابق پرنسپل طبیہ کالج)